REGD. No. L

بِلِقائی تدبیر … اللہ سے بڑھ کر کوئی نعمت آخر کا ہوا
ہفت روزہ
بدر
قادیان
جلد ۱۳
شمارہ ۶
ایڈیٹر:
محمد حفیظ بقاپوری
نائب:
فیض احمد گجراتی
شرح چندہ
سالانہ ۔/۸ روپے
ششماہی ۔/۴٫۵۰ "
ممالک غیر ۔/۱۲ "
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے
۶ر تبلیغ ۱۳۴۳ ہش | ۲۱ر رمضان ۱۳۸۳ھ | ۶ر فروری ۱۹۶۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۵ر فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے الفضل میں شائع شدہ یکم فروری کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

"حضور کو کل بے چینی کی تکلیف زیادہ رہی۔"

احباب جماعت رمضان کے مبارک ایام میں خصوصیت کے ساتھ اپنے محبوب آقا کیلئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد شفا دے کاملہ عطا فرمائے اور کام والی لمبی عمر دے تا ہم لوگ حضور کی فعّال قیادت سے بہرہ ور ہوتے رہیں۔

قادیان ۵ر فروری۔ مقامی طور پر مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کا درس بدستور جاری ہے۔ پہلے بیس روز سے مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے ایک پارے سے درس دینا شروع کیا اور آخر تک درس دیتے رہیں گے۔ مقامی احباب بڑے ذوق و شوق سے درس میں شریک ہوتے اور درویشوں کے اجتماعی مراقبہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی دعائیں قبول فرمائے۔

قادیان ۴ر فروری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ مع بیگم صاحبزادیوں کے بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ حضرت بیگم صاحبہ کو زکام کی شدید تکلیف ہے۔ ناک کی بندش کی تکلیف بدستور چل رہی ہے نیز طبیعت کی کمزوری کے سبب بسا اوقات ضعف قلب بھی ہو جاتا ہے۔ اس لئے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سیدہ محترمہ کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

لائبیریا مغربی افریقہ میں احمدیہ مشن کی طرف سے تبلیغِ اسلام کی قابلِ قدر خدمات

ریڈیو پر تقاریر اور ان کے خوشکن نتائج ۔ صحافیوں کو تبلیغ ۔ مختلف تقاریب میں شمولیت

ملاقاتیں و تقسیمِ لٹریچر ۔ چار افراد کا قبولِ اسلام

از مکرم مبارک احمد صاحب ساقی ۔ انچارج لائبیریا مشن

عرصہ زیر رپورٹ میں ریڈیو پر تقاریر کا پروگرام حسب معمول جاری رہا۔ ہر جمعہ کو ریڈیو لائبیریا پر دس منٹ کی تقریر کی جاتی رہی۔ جس میں مختلف موضوعات زیر بحث لائے گئے۔ ماہ اگست میں انٹرنیشنل الائنس آف ومن International Alliance of women کی ایک میٹنگ منرو دیا میں ہوئی۔ جن میں ۱۷ ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر آرگنائزیشن کے صدر نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا کہ چونکہ ہماری آرگنائزیشن مسلمان ممالک میں بھی موجود ہے۔ اس لئے ایسے ملکوں میں تعدد ازدواج۔ طلاق۔ اور عورتوں کے برابر کے حقوق دلانے کے لئے خاص جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔

خاکسار نے اپنی ہفتہ وار تقریر میں تعدد ازدواج۔ طلاق اور دیگر مسائل کے بارہ میں اسلامی نقطۂ نگاہ پیش کیا۔ اور بتایا کہ آرگنائزیشن کے پریذیڈنٹ نے اسلام میں عورت کی حیثیت کے متعلق جو بیان دیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

منرو دیا اور اس کے اردگرد کے علاقوں سے کئی ایک احباب نے بذریعہ خطوط و ملاقات ہمارے ہفتہ وار ریڈیو پروگرام پر پسندیدگی کا اظہار کیا۔ ایک مسلمان طالب علم نے جو عیسائی سکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ لکھا کہ یہ پروگرام ہمارے لئے بہت مفید ثابت ہو رہا ہے کیونکہ یہاں پر عیسائی ٹیچر اور طلباء ہمیں بہت تنگ کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ ایسے سوال کرتے تھے کہ جن کا ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہوتا لیکن ریڈیو پروگرام کے ذریعہ ہمیں اسلام کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ اور اب ہم اور میرے ساتھی مسلمان اس قابل ہو گئے ہیں کہ ان لوگوں کے منہ بند کر سکیں۔ چنانچہ یہ طالب علم خود بھی مجھے ملنے آئے اور بہت سی کتب اپنے ساتھ برائے تقسیم لے گئے۔

صحافیوں میں تبلیغ

منرو دیا میں امریکن سفارت خانہ کے انفارمیشن آفیسر نے منرو دیا کے صحافیوں کے اعزاز میں ایک پارٹی دی جس کا مقصد انفارمیشن آفیسر سے تعارف تھا۔ اس موقعہ پر انہوں نے ایک فلم بھی دکھائی جس میں مختلف نیگرو لیڈروں سے امریکہ میں گوروں اور کالوں کے درمیان کشمکش کے مختلف حل پیش کئے گئے تھے۔ اور اس مسئلہ پر بحث کی گئی تھی۔

فلم شروع ہونے سے قبل خاکسار نے یہاں کے عیسائی ریڈیو سٹیشن ELWA کے ایک کارکن سے کیتھولک موت کے بارہ میں گفتگو کی۔ دیگر صحافی بھی بحث میں شامل ہو گئے۔ اور تقریباً آدھ گھنٹہ تک اس مسئلہ پر بحث ہوتی رہی۔ ایک صحافی بہائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کو خاکسار نے مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد وہ مجھے ملنے آئے۔ خاکسار نے زبانی گفتگو کے علاوہ ان کو دیباچہ قرآن مجید۔ بہائی اور بابی مذہب والوں کو اسلامی اصول کی فلاسفی برائے مطالعہ دی۔ اب وہ اکثر آتے رہتے ہیں۔ اور اسلام میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔

نمازِ جمعہ میں شمولیت کے لئے رخصت کا مطالبہ

کچھ عرصہ ہوا لائبیریا کے پریذیڈنٹ نے ایک آرڈر جاری کیا۔ جس میں کہا گیا کہ اتوار کے روز ہر قسم کا کاروبار بند رہے۔ شراب خانے قہوہ خانے اور سینما ہاؤس بھی بند رہیں۔ نہ ہی بازاروں میں کسی قسم کا ناچ اور گانا بجانا ہو۔ اور اتوار کے دن کی تقدیس کا خیال رکھا جائے موٹریں اور کاریں ہارن نہ بجائیں تا چرچ میں جانے والوں کی عبادت میں خلل پیدا نہ ہو۔ اگر کسی شخص نے اس حکم کی خلاف ورزی کی۔ تو اُسے گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا جائے گا۔ اور شام چھ بجے سے قبل رہا نہ کیا جائے گا۔

پریذیڈنٹ کی ہفتہ وار پریس کانفرنس میں خاکسار نے یہ سوال اُٹھایا کہ بہتر ہوگا کہ گورنمنٹ عیسائیوں کی طرح مسلمانوں کے لئے بھی ان کی عبادات اور دیگر اسلامی احکام بجا لانے میں آسانیاں پیدا کرے۔ خاکسار نے کہا کہ جمعہ کے روز بہت سے مسلمان نماز جمعہ میں اس لئے شامل نہیں ہو سکتے کہ ان کو دفاتر چھوڑ کر مسجد جانے کی اجازت نہیں ملتی لیکن اگر مغربی افریقہ کے دیگر ممالک مثلاً نائیجیریا اور سیرالیون کی طرح مسلمانوں کو ایک گھنٹہ کی رخصت مل جایا کرے تو ان کے لئے نماز جمعہ میں شمولیت آسان ہو جائے گی۔

پریذیڈنٹ نے خاکسار کی تجویز سے اتفاق کیا اور کہا کہ وہ آرڈر جاری کریں گے کہ تمام مسلمان ملازمین کو جمعہ کے روز ایک گھنٹہ کی رخصت دی جائے۔ تا وہ نماز جمعہ میں شریک ہو سکیں۔ آپ نے مزید کہا کہ اگر مسلمانوں کو اس بات کی شکایت ہوئی کہ مسجد کے قریب سے گزرنے والی ٹریفک اور دیگر اردگرد کے کاروبار کی وجہ سے ان کی عبادت میں خلل ہوتا ہے۔ تو انتظام کیا جائے گا کہ اس موقعہ پر ٹریفک کی گزرگاہ کو عارضی طور پر بند کر دیا جائے۔

اگلے روز اخبارات میں بھی پریس کانفرنس کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی کہ آئندہ سے مسلمانوں کو نماز جمعہ میں شریک ہونے کے لئے ایک گھنٹہ کی رخصت ہوگی۔ شام کو ریڈیو پر اعلان کرنے والے نے خاکسار کا نام لے کر (باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۶۳ء

آخری عشرۂ رمضان

گنتی کے دن بھی کس سرعت سے گذر جاتے ہیں۔ دیکھئے دو تہائی حصہ اس مبارک مہینہ کا گذر بھی گیا۔ اور اب آخری عشرہ بھی شروع ہو گیا۔ رمضان شریف کی یہ خصوصیت ہے کہ جوں جوں اس مبارک مہینہ کے دن گذرتے جاتے ہیں گنتی کے لحاظ سے تو باقی ماندہ دنوں کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے۔ لیکن اس کی برکات بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے ایک حلوائی مٹھائی بنانے کے لئے دیر تک جوش دیتا رہتا ہے اور جوں جوں گرمی اس پر اثر ڈالتی ہے وہ دودھ اور گاڑھا اور زیادہ قیمتی ہوتا چلا جاتا ہے کہ ایک عمدہ لذیذ چیز تیار ہو جاتی ہے۔

آخری عشرہ جہاں اپنے اندر غیر معمولی برکتوں کے سامان لاتا ہے وہاں ان ایام میں مومنوں کی ذمہ داریوں میں بھی نسبتاً اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ وہ زیادہ مستعدی کے ساتھ ان سے عہدہ برآ ہونے کی طرف توجہ دیں گے۔ چنانچہ خود سرور کونینؐ صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنا پاک نمونہ تو یہاں تک ریکارڈ ہے کہ آپؐ کے قریب سے مطالعہ کرنے والوں کی گواہی ان الفاظ میں موجود ہے کہ

اذا دخل العشر شدّ مئزرہٗ
احیٰ لیلہٗ وایقظ اھلہٗ

کہ آخری عشرہ شروع ہوتے ہی اس کی برکات سمیٹنے کے لئے عام محاورہ کے مطابق آپ گویا کمر کس لیتے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور غیر معمولی مستعدی اور خاص جد وجہد کا اظہار فرماتے اور نہ صرف خود شب بیداری فرماتے بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی ان مخصوص ایام کی برکات سے متمتع ہونے کے لئے شب بیدار رہنے کی تلقین فرماتے۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

ان ایام کی برکات میں سے وہ عظیم الشان رات بھی ہے جسے لیلۃ القدر کے اصطلاحی نام سے پکارا جاتا ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ کی غیر معمولی برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اور خوش نصیب افراد اس سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس بلند شان رات کے لئے کوئی خاص تاریخ تو مقرر نہیں لیکن ازراہِ شفقت وترحم حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کی تسلی کے لئے خدا تعالیٰ کے القاء کے تحت اس قدر اشارہ ضرور دے رکھا ہے کہ اس آخری عشرۂ رمضان میں اس کا ظہور عمل میں آتا ہے

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس رات کی تعیین کا علم بھی دیا گیا۔ اور حضور اندرون خانہ سے اسی غرض کے پیشِ نظر باہر تشریف لائے تھے لیکن اتفاق کی بات یہ ہوئی کہ عین اسی وقت دو آدمی جھگڑ رہے تھے اور حضور ان کے تصفیہ کو نپٹانے میں لگ گئے۔ اور حضور کے ذہن سے وہ بات اُتر گئی۔ تب حضور نے فرمایا کہ دیکھو مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے لیلۃ القدر کا تعین علم دیا گیا تھا اور میں آپ لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے گھر سے باہر بھی آیا۔ مگر فلاں فلاں جھگڑے کو نپٹانے لگ جانے کی وجہ سے اس کا علم میرے ذہن سے اُٹھ گیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا ممکن ہے کہ اس علم کا اُٹھ جانا ہی تمہارے لئے بہتر ہو اسلئے تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور نے ازراہِ شفقت ایک بہتر پہلو کو بیان فرما دیا۔ اس سے ایک بہت بڑا سبق ضرور ملتا ہے کہ آپسی لڑائی جھگڑے بسا اوقات بعض قسم کی خاص برکات سے محروم کر دینے کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس لئے ہر ایسے طریق سے مومنوں کو پرہیز لازمی ہے — اور ہماری جماعت کے افراد کو تو اس بات کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہمارے ذمہ جو کام ہے وہ بڑا اہم ہے اور ہماری اپنی طاقت اور ہمت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ہم لوگ قدم قدم پر اس بات کے بے حد محتاج ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت وبرکت ہمارے لئے سہارا بنے اور ہماری کمزوریوں پر پردہ ڈالتے ہوئے اس بوجھ کو ہمارے لئے ہلکا کرے اس لئے احباب جماعت کا باہمی متحد ومتفق ہو کر سلسلہ کی خدمت میں لگ جانا بڑی برکت کا موجب ہے۔ اس سلسلہ میں ہر قسم کے مقامی تنازعات اگر کسی وقت پیدا ہوں تو اُن کی طرف زیادہ دھیان نہ دیا جائے۔ انہیں جلد از جلد رفع کرنے اور اپنے دلوں کو اپنے بھائیوں کی نسبت پاک صاف رکھنے کی کوشش کی جائے۔ اگر ہم اس بات کو اچھی طرح پلے باندھ لیں تو بلا شبہ ہم نے گذر رہے رمضان سے فائدہ اٹھا لیا۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

اسی عشرہ مبارک میں اعتکاف کی مخصوص عبادت بجا لانے کا موقع ہوتا ہے جو ایک قسم کے تبتّل کا رنگ رکھتا ہے۔ گو اسلام نے مسیحیت کی طرح رہبانیت اختیار کرنے کو تو جائز قرار نہیں دیا۔ بلکہ انسانی فطرت اور اس کے جذبات کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے نوع انسان کے لئے ازدواجی زندگی کو پسند کیا اور ازدواجی تعلقات قائم کر کے تمدنی زندگی کو خوشگوار بنانا پسند کیا ہے۔ البتہ مخصوص ایام میں محدود قسم کا تبتّل اختیار کرنے کا بھی دروازہ کھلا رکھا ہے۔ کیونکہ تنوع پسند انسانی طبیعت بسا اوقات جملہ علائق سے الگ تھلگ رہ کر یادِ الٰہی میں مگن رہنے کو چاہتی ہے۔ چنانچہ شریعت اسلامیہ نے انسان کے اس جذبہ کا بھی لحاظ رکھتے ہوئے رمضان شریف کے آخری عشرہ میں مساجد کے اندر اعتکاف کرنے کی نہ صرف اجازت دی ہے۔ بلکہ حضرت شارع علیہ التحیۃ والسلام نے اس بات میں اپنا عملی نمونہ بھی پیش فرمایا۔ الغرض چونکہ مخصوص قسم کے تبتّل والی عبادت بے نظیر روحانی فوائد کی حامل ہے اس لئے جسے اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دے وہ ضرور بالضرور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ اگلا رمضان اس کی زندگی میں آتا ہے یا نہیں۔ جب یہ رمضان آیا اور موقعہ ملا تو کیوں نہ اس سے کما حقہٗ فائدہ اٹھا لیا جائے!! (باقی صفحہ ۷ پر)

(باقی صفحہ ۷ پر)

افغان وفد قادیان میں

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

تمہاری محفلِ قدسی سے اُٹھ کر ہم کہاں جاتے
اگر جاتے کہیں تو لوٹ کر پھر قادیاں آتے

جہاں جاتے وہاں ہم قادیاں ہی کا سماں لاتے
مگر تاروں میں وہ بدرِ منور ہم کہاں پاتے

اگر چشمہ وحیٔ الٰہی سے رواں پاتے
تو ہم گر گنگ پر کانوں بھری پیاسی زباں لاتے

سے جن کی پیشگوئی سورۂ جنؐ میں ضروری تھا
مسیحائے محمد مصطفیٰؐ کے یہاں آتے

نمازِ باجماعت اور قرآن عجب سنتے
نقوشِ وحی وتوحید ورسالت بے گماں پاتے

وہ باتیں آسمانی وحی کی سن سن کے سر دھنتے
نصیبوں والے نصب العین اسلامی کو پا جاتے

مقدر تھا یہی اکمل یہ درویشی سعادت تھی
جو اُن کے حصے میں آئی اُسے کیوں لوگ ٹھکراتے

[1] میرے نزدیک سورۂ جنؐ میں جو اُوحِیَ اِلَیَّ ہے وہ دلیل ہے اس بات کی کہ اس میں آخری زمانے کی پیشگوئی ہے مکرم خلیفہ صلاح الدین صاحب مرحوم بھی یہی سمجھتے تھے۔ اس کی بنا پر افغان وفد سے ہوئی جو رمضان المبارک میں قادیان پہنچا اور جس نے درس بھی سنا اور نمازوں میں بھی شرکت کی۔ یہ بالکل عجیب بات ہے ورنہ کئی اسلامی ملکوں سے لوگ آتے رہے مگر وفد نے یوں قرآن سنا۔ نہ وحی آسمانی کی باتیں سنیں۔ نہ کئی دفعہ کی نماز باجماعت پڑھی — اکمل

خطبہ جمعہ

رمضان المبارک میں کثرت سے دعائیں کرو اور تلاوت قرآن مجید اور صدقات کا بھی التزام کرو

دعا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے دعا کی حقیقت اور اسکی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۷ر مارچ ۱۹۲۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
یہ ہفتہ جو شروع ہونے والا ہے یعنی کل سے شروع ہوگا یہ رمضان کا آخری ہفتہ ہے اور اس کے بعد دن کو پھر وہی کھانا پینا ہوگا۔ اور انسان ہوگا۔ وہی تن آسانیاں ہوں گی۔ اور انسان ہوگا۔ وہ غفلتیں ہوں گی۔ اور انسان ہوگا۔ سوائے ان کے جو کہ اندر رمضان کوئی تبدیلی پیدا کر گیا اور خدا کے قرب کا احساس ان کے دل میں چھوڑ گیا۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے یہ احساس بھی دعا کے ساتھ ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ دعائیں ہی ایک ایسی چیز ہیں جو انسان کو کامیابی کی طرف لے جانے والی ہوتی ہیں جس کثرت کے ساتھ اس ماہ میں

دعاؤں کا موقعہ

ملتا ہے دوسرے مہینوں میں نہیں ملتا۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ خصوصیت کے ساتھ اس ماہ میں دعائیں کریں۔ اور قرآن کریم کی تلاوت بھی ضرور کریں تا رمضان کی برکات سے پورا حصہ لے سکیں۔ قرآن کریم کا نزول رمضان میں شروع ہوا اور سال بھر میں جتنا قرآن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتا تھا وہ رمضان میں دوبارہ نازل کیا جاتا تھا حتیٰ کہ آپ نے اپنی وفات کا اندازہ بھی اسی امر سے لگایا کہ ہر رمضان میں قرآن ایک دفعہ نازل ہوتا تھا اور اب کے صرف ایک ہی دفعہ ہوا ہے۔ تو رمضان ایسے مہینے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذہن میں قرآن کو تازہ کرنے کے لئے جبرئیل دوبارہ نازل ہوتا تھا۔ اس سے یہ سنت بھی معلوم ہوتی ہے کہ

قرآن کی حقیقی تلاوت

یہی ہے کہ ایک ماہ میں ایک دور کیا جائے کیونکہ قرآن کی طبعی تلاوت ہے۔ اسی لئے اس کے تیس پارہ ہیں۔ اس کے یہ معنی تو نہیں کہ اس سے کم و بیش قرآن نہیں پڑھنا چاہیئے بلکہ اوسط تلاوت ایک انسان کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس سے زیادہ پڑھے۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کئی گھنٹوں میں ایک پارہ ختم کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ان کے دنیا کے کاموں کو مدنظر رکھتے ہوئے سخت مشکل ہوتا ہے کہ وہ روزانہ پارہ پارہ ختم کر سکیں۔ بعض آدمیوں کو میں نے دیکھا ہے آدھ گھنٹہ تک پڑھنے کے بعد اگر ان سے پوچھا جائے کہ کتنا پڑھا ہے تو صرف دو تین رکوع بتائیں گے۔ وہ اگر سیپارہ ختم کریں تو ان کے دوسرے کام کاج میں حرج ہوگا۔ میری اپنی یہ حالت ہے کہ اگر تیزی کے ساتھ پڑھوں تو بارہ منٹ میں ایک سیپارہ ختم کر دیتا ہوں۔ اور عام رفتار کے ساتھ بھی ۲۰۔۲۲ منٹ میں ختم کر سکتا ہوں۔ غرض مختلف حالتیں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ بار بار قرآن پڑھنے کی وجہ سے جلدی جلدی پڑھ سکتے ہیں۔ یا جن کو عربی زبان میں مہارت ہوتی ہے یا حافظ ہوتے ہیں وہ آسانی اور تیزی کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر زیادہ پڑھیں تو اچھی بات ہے۔ مگر جبرائیل کا آنا اسی حکمت سے تھا کہ امت کے لئے تلاوت کا یہی اندازہ ہے کہ

ایک سیپارہ روز

قرآن کریم کی تلاوت کی جائے۔ دعائیں بھی خصوصیت سے ان دنوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ پھر سنت سے صدقہ و خیرات بھی ان دنوں میں کثرت سے کرنا ثابت ہے۔ صحابہ کہتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسے تو ہمیشہ ہی سخاوت کرتے تھے۔ مگر رمضان کے دنوں میں کثرت اور خصوصیت سے کرتے تھے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم اتنی سخاوت ضرور چاہیئے کہ ایک آدمی کے کھانے کا ماہوار خرچ ہو جائے اور جسے اس کی توفیق نہ ہو اس کے لئے تسبیح تحمید اور تکبیر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ذکر الٰہی کو بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقات کا قائم مقام ٹھہرایا ہے۔

ایک دفعہ غرباء رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ بے انصافی ہے کہ امراء صدقہ کر کے ہم سے بڑھ جاتے ہیں۔ نماز وہ بھی پڑھتے ہیں ہم بھی پڑھتے ہیں۔ روزے وہ بھی رکھتے ہیں ہم بھی رکھتے ہیں۔ جہاد ہم بھی کرتے ہیں اور وہ بھی کرتے ہیں مگر وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اس طرح زیادہ ثواب حاصل کر لیتے ہیں ہمارے پاس روپیہ نہیں کہ ہم اس پہلو سے بھی ان کی برابری کر سکیں۔ دیکھو صحابہ نے کیسا

اخلاص کا عجیب نمونہ

پیش کیا ہے۔ آج کل بعض لوگ کہتے ہیں فلاں مالدار ہے اس لئے اس کی زیادہ خاطر کی جاتی ہے اور غریبوں کی طرف کم توجہ کی جاتی ہے۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ آخر جو خود لوگوں سے اچھا سلوک کرے گا اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک ہونا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی یہ اعتراض ہوتے تھے کہ کوئی امیر آتا ہے تو اسے اچھے کھانے دیئے جاتے ہیں اور غریب کو دال روٹی ہی ملتی ہے اور اس طرح آپ کے دربار میں بھی امتیاز رکھا جاتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اعتراض کو سن کر فرمایا کہ یہ فرق تو خدا کے گھر سے ہی قائم کیا گیا ہے۔ ایک شخص جس کو اپنے گھر میں خدا تعالےٰ پلاؤ کھانے کے لئے دیتا ہے اسے اگر ہم دال کھانے کو دیں تو یہ خدا تعالےٰ کی سنت کی گستاخی ہوگی۔ یہ غلط باتیں ہیں۔ ہر ایک انسان کو آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کے فرق مٹائے نہیں جا سکتے۔

اس طرح اعتراض ہونے لگیں تو پھر اگر کپڑا تقسیم ہو تو یہ اعتراض بھی ہوگا کہ فلاں شخص کا قد چھ فٹ ہے اس کو زیادہ کپڑا مل گیا۔ اور فلاں صرف چار فٹ کا ہے اسے کم ملا۔ مگر یہ

قدرتی فرق

ہیں۔ ان کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ ایک ذہین طالب علم سبق جلد یاد کر لیتا ہے مگر غبی الذہن دیر میں یاد کرتا ہے۔ ایک قوی اور توانا شخص فوج میں جلد ترقی کر کے جمعدار بن جاتا ہے مگر ایک کمزور آدمی ساری عمر سپاہی ہی رہتا ہے۔ تو یہ فرق خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور دنیا میں ہمیشہ رہیں گے۔ ہاں دینی امور میں کوئی امتیاز اور فرق نہیں۔ اگر کوئی امیر دیر سے مسجد میں آئے تو وہ ضرور پیچھے ہی بیٹھے گا۔ اگر وہ کسی غریب کو پیچھے کر کے خود آگے بیٹھے تو ہم ضرور اسے پکڑیں گے یہ علیحدہ بات ہے کہ کوئی دوست یا عزیز اس کے لئے اپنی جگہ چھوڑ دے یہ ناجائز نہیں مگر وہ زبردستی جگہ آگے حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اور بھی بیسیوں باتیں ہیں جن میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً

قانونی اور شرعی حقوق

میں کوئی امتیاز نہیں ہو سکتا۔ غرض اس بات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ صحابہ کے دلوں میں کیسا اخلاص تھا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ کیوں دولتمند ہیں۔ روپیہ یہ کیوں جمع کرتے ہیں بلکہ یہ شکوہ کیا کہ یہ دین میں ہم سے کیوں آگے بڑھ جاتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ

تسبیح اور تحمید

اور بارہ مرتبہ تکبیر پڑھا کرو بعض حدیثوں میں ۳۳۔۳۳ دفعہ تسبیح و تحمید اور ۳۴ دفعہ تکبیر بھی آیا ہے۔ اس طرح تم بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ گے۔

آج کل کے کمزور ایمان والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بہتر سلوک کیوں نہیں کیا جاتا۔ ہمیں مال کیوں نہیں دیا جاتا۔ مگر صحابہ نے یہ کہا کہ امیر روپیہ دے کر ہم سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ہمیں کوئی ایسا طریق بتایا جائے کہ ہم ثواب حاصل کرنے میں ان سے پیچھے نہ رہیں جب امیروں کو اس بات کا علم ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحمید اور تسبیح کرنے کا ارشاد فرمایا ہے تو انہوں نے بھی تسبیح و تحمید

نشر وشک کردی۔ اس پر غرباء نے پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ امیر بھی آپ کے ارشاد پر عمل کرنے لگ گئے ہیں۔ اب ہم کیا کریں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خدا کی نیکی سے کیونکر کسی کو روک سکتا ہوں۔ اگر ان کے مال ان کی

دینی ترقی کا موجب

ہو رہے ہیں۔ تو میں ان کو کیسے اس سے منع کروں۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ذکر الٰہی کو صدقہ کا قائم مقام ٹھہرایا گیا ہے پس جو غریب لوگ صدقہ نہیں دے سکتے وہ تسبیح و تحمید و تکبیر سے ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی امیر باوجود مالی خیرات کے یہ بھی کرے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روکا نہیں۔ یہ اس کے لئے مزید ترقی کا موجب ہوگا۔ آج کل کے امیروں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

پس اپنے اندر جتنی پیدا کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے کہ

امراء صدقہ کریں

اور جن کو صدقہ کرنے کی توفیق نہیں وہ تسبیح و تحمید کریں۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ رسم کے طور پر ایک خاص شکل بنائے ہوئے مسجد میں انسان بیٹھا رہے بلکہ وہ خواہ کہیں ہو تسبیح کر سکتا ہے۔ مجلس میں بیٹھا ہوا بھی تسبیح و تحمید و تکبیر کر سکتا ہے اور اس طرح ہر انسان کے لئے اس حکم کے پورا کرنے میں سہولت ہے اور کوئی شخص خواہ کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو اس طرح صدقہ دے سکتا ہے۔ اور جو شخص سارا سال ایسا کرے وہ گویا سارا سال صدقہ دیتا رہتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں

دعا پر جس قدر ظلم ہو رہا ہے

میں سمجھتا ہوں اور کسی زمانہ میں نہیں ہوا ہوگا اس زمانہ میں دعا کی حیثیت ایک بے جان لاشہ کی سی ہوگئی ہے۔ کچھ لوگ تو ایسے ہیں جنہوں نے اسے بدترین اور لغو شئے سمجھ رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالے کوئی بچہ نہیں کہ ہم اس سے مانگیں گے تو وہ ہمیں دے دے گا۔ اگر محنت کرو گے تب لے گا۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو دعا کو جھو منتر سمجھے ہوئے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہمارے ملک میں بچے

آنکھ مچولی

کھیلتے ہیں۔ ایک بچہ آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اور باقی بھاگ جاتے ہیں۔ پھر وہ ان کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس دوران

ہیں اگر کوئی بچہ مقررہ مقام پر آکر ٹھو کر دے تو وہ بچ جاتا ہے۔ اور پھر اس کو بچہ کر اس کی آنکھیں نہیں بند کی جا سکتیں۔ تو بعض لوگوں نے دعا کو

ایک ایسی ہی کھیل

سمجھ رکھا ہے کہ جب ٹھو کیا سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ پھر اگر ان کی مراد پوری نہ ہو۔ مثلاً اگر وہ بیٹے کے لئے دعا کر رہے ہوں اور وہ نہ ملے۔ یا مقدمہ میں ان کی فتح نہ ہو تو خدا سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہمارے منہ سے ایک دفعہ کسی بات کے کہہ دینے سے خدا پر اس کا اسی طرح کر دینا فرض ہو گیا ہے۔ جس طرح ہم چاہتے ہیں۔ اور اگر اس طرح نہیں ہو سکتا تو پھر ایسے خدا کی عبادت کرنے سے کیا فائدہ۔ اس خیال کی وجہ سے کئی لوگ دہریہ ہو گئے ہیں۔ پہلے خیال کے لوگ بھی اسی خیال کی وجہ سے پیدا ہوئے

ہیں۔ اور اسی بات کا اثر ہے کہ عام طور پر لوگ

بد دعا سے بہت ڈرتے ہیں

اور سمجھتے ہیں۔ جب کسی نے بد دعا دی تو وہ فوراً قبول ہو جائے گی اور ہم برباد ہو جائیں گے۔ عورتوں میں تو یہ خیال بہت ہی ترقی یافتہ ہے وہ سمجھتی ہیں جب کسی نے کہا تیرا بچہ مرے تو بس وہ ضرور مر جائے گا۔ وہ اتنا نہیں سوچتیں کہ خدا "اندھیر نگری چوپٹ راجہ" نہیں بلکہ وہ بصیر ہستی ہے۔ وہ خود ہر بات کو دیکھتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا ظلم ہو سکتا ہے کہ کوئی منہ سے کہہ دے کہ یا الٰہی فلاں کے بچے مر جائیں تو خدا مارنا شروع کر دے تو عورتوں نے خصوصاً بد دعا کو ایک کھیل اور تماشا سمجھ رکھا ہے۔ اور ان کا اعتبار

دعا کی قبولیت

کی نسبت بد دعا پر بہت زیادہ ہے۔ گویا وہ سمجھتی ہیں کہ خدا کچھ دینے کو اس طرح تیار نہیں ہوتا۔ جیسا چھیننے کے لئے ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں مخفی طور پر یہ احساس ہے کہ خدا تعالےٰ نعوذ باللہ ظالم اور سخت گیر ہے۔ وہ دعا کو اتنا نہیں سنتا جتنا بد دعا کو سنتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ دعا بھی سنتا ہے اور بد دعا کو نہیں سنتا چنانچہ فرمایا۔

رحمتی وسعت کل
شیء
کہ میری رحمت سب صفات پر

میری رحمت غالب ہے

اور جب رحمت غالب ہے تو رحمت تو دعا کو قبول کرنے والی چیز ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رحمت دبی رہے اور قہر غالب آجائے یہ تو دعا کا غلط مفہوم ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ساری عمر دعائیں کرتا رہے۔ وہ نیک و متقی بھی ہو۔ حکم شریعت پر چلنے والا بھی ہو۔ مگر وہ مر جائے اور اس کی دعا قبول نہ ہو۔ اور ایک دوسرے شخص کے دل میں چلتے چلتے

ایک خواہش

پیدا ہو۔ اور وہ پورے طور پر اس کو الفاظ میں ادا بھی نہ کرنے پائے اور وہ پوری ہو جائے۔ مگر ساری عمر دعا کرنے کے باوجود دعا کے قبول نہ ہونے کے یہ معنے ہرگز نہیں ہو سکتے کہ دعا رد کر دی جاتی ہے جیسے ایک مریض سینکڑوں طبیبوں کے علاج کے باوجود مر جاتا ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ علم طب ہی کوئی چیز نہیں ایک دوسرے مریض کو کسی حکیم یا طبیب کا علاج یا مشورہ میسر نہیں ہوتا بلکہ ایک بڑھیا صرف اتنا کہتی ہے کہ ہمارے ہاں بھی ایک شخص اس مرض میں مبتلا ہوا تھا تو ہم نے اسے فلاں چیز دی تھی۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔ اس بڑھیا کو اس مریض اور اپنے مریض کی

طبائع کے اختلاف

کا کچھ علم نہیں۔ بیماریوں کی علامتوں کا کچھ پتہ نہیں۔ دونوں میں بیماری پیدا ہونے کی وجوہات کی کچھ خبر نہیں۔ صرف اتنا کہہ دیتی ہے کہ ہم نے اپنے مریض کو یہ چیز دی تھی اب اتفاق ایسا ہو جاتا ہے کہ دونوں کی حالت ایک ہی سی ہوتی ہے۔ اور وہ بھی اس چیز سے شفایاب ہو جاتا ہے۔ مگر بادشاہ مر جاتے ہیں۔ اور اس سے علم طب کا غیر صحیح ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

پس بعض دعاؤں کا قبول نہ ہوتا

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا مکتوب گرامی

تاریخ سلسلہ سے متعلق بعض واقعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ✻ وعلی عبدہ المسیح الموعود

السلام علیکم۔ بات تو بظاہر چھوٹی سی ہے مگر تاریخی لحاظ سے تصحیح ضروری ہے۔ تاریخ احمدیت جلد چہارم متعلق حضرت خلیفہ اول رض صفحہ ۲۲۹ پر یہ لکھا گیا ہے کہ حضرت ام المومنین علیہا السلام عبدالرحمن خان و عبداللہ خان کی شادی کے سلسلہ میں علیگڑھ تشریف لے گئی تھیں۔ آپ مالیر کوٹلہ تک ہی گئی تھیں۔ علیگڑھ کا تو سفر ہی ملتوی کر رہا۔ دونوں بھائیوں کا رشتہ علیگڑھ کے شروانی خاندان میں طے تھا بلکہ برات جانے کو تیار تھی لیکن شروانی کے خاندانی تنازعات کی وجہ سے التواء میں پڑ گیا۔ پھر میرے میاں نواب صاحب مرحوم نے جن کا شرح صدر پہلے ہی نہ تھا یہ ارادہ ہی ترک کر دیا۔ اور ان لوگوں کے بار بار کے بیانوں سے تنگ آکر وہ رشتے توڑ دیے گئے۔ ہمشیرہ عزیزہ امۃ الحفیظ بیگم سے ہی عبداللہ خاں مرحوم کی شادی ہوئی۔ یہ غلطی جو تاریخ احمدیت میں درج ہے اس سے تو یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ عزیزہ امۃ الحفیظ بیگم سے ان کی دوسری شادی تھی۔ جن کے پاس کتاب ہو مہربانی سے حاشیہ پر اصلاح کریں تو بہتر ہوگا۔

اسی ضمن میں ایک اور بات بھی مجھے یاد آگئی جو تحریرات سلسلہ اصحاب احمد کی کسی جلد میں غالباً حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رض کے تذکرہ میں ہے کیونکہ ان کی اہلیہ صاحبہ سے روایت لکھی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اپنے گھر تشریف لے گئے تھے الفاظ ایسے تھے کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ فوراً بعد خلافت اپنے گھر چلے گئے ایسا نہیں تھا بلکہ مجھے خوب یاد ہے کہ پہلے چند ماہ اور اکتوبر تک تو ضرور ٹھیک بعض واقعات کی بنا پر مجھے علم ہے کہ آپ ہمارے گھر ہی رہتے۔ اس حصہ مکان میں جس میں اب مریم صدیقہ بیگم رہتی تھیں۔ جہاں آپ کا قیام عرصہ تک تھا۔ بعد میں آپ اپنے مکان میں گئے مگر جلدی نہیں ایک اور بات بھی یاد آئی جو شاید کسی کسی کے ہی علم میں ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول رض نے حضرت اماں جان سے فرمایا تھا کہ مجھے دو تین گھنٹے کے لئے حجرہ حضرت مسیح موعود (حجرہ اس کمرہ کو کہتے ہیں جس میں اکثر آخری سالوں میں دن بھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قیام رہا۔ وہیں آپ رہتے اور اپنے کام تحریر وغیرہ میں مصروف رہتے) میں تنہا بیٹھ کر دعا کرنے کی اجازت دیں۔ آپ جہاں تک مجھے یاد ہے بعد ظہر و عصر حجرہ میں آکر دروازہ بند کر لیتے اور دعاؤں میں مشغول رہتے۔ شاید کچھ دن تو متواتر گئے۔ پھر جمعہ کا دن مقرر رہا کافی عرصہ یہ سلسلہ جاری رہا تھا یہ بھی آپ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے مثال محبت کا نشان ہے۔ میں سوچتی ہوں کس شدت سے جذبۂ عشق سے کیا کرتے ہوں گے آپ تڑپ کر رو رو کر دعائیں کرتے ہوں گے اور اپنے محبوب کی بوئے خوش ہر گوشے سے کتنی محسوس کرتے ہوں گے ہر نقش قدم کو ڈھونڈ کر آنکھوں سے لگانے کیلئے دل بیقرار ہوتا ہوگا۔ جانے پیارے صدیق تجھ پر ہزاروں سلام کہ واقعی تو عاشق صادق تھا

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے۔ والسلام مبارکہ

بتاتا ہے کہ کوئی اور بھی اور صفات ہیں جو دنیا میں کام کر رہی ہیں۔ جو آیت اس امر کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہے کہ ہر دعا قبول ہونی چاہیئے۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ لوگ کہتے ہیں اس کے یہ معنے ہیں کہ جب کوئی بندہ خدا تعالےٰ کو پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے مگر اسی پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ ہر دعا قبول نہیں ہوتی۔ ایک شخص دعا کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو جائے مگر دعا کرتے وقت اس کے ذہن میں وہ خدا نہیں ہوتا جو کئی صفات کا مالک ہے بلکہ اس کے سامنے ایک دوسرا خدا ہوتا ہے۔ جو اس کا

ذہنی خدا

ہوتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ خدا ایک وجود ہے اور اس کا یہی کام ہے کہ میری مراد پوری کر دے۔ وہ اس کو مختلف صفات کا خدا نہیں سمجھتا بلکہ ایک خاص ذہنیت اس کے متعلق رکھتا ہے مگر خدا تعالےٰ کی مختلف صفات ہی چاہتی ہیں کہ اس کی دعا رد کر دی جائے۔ خدا تعالےٰ کی صفات غنی۔ جبار۔ قہار۔ رحمٰن سب ہی ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر وہ ایک شخص کی دعا کو قبول کرے تو یہ اس کی دوسری صفات کے خلاف ہوتی ہے۔ ایک بڑھیا عورت ہے اس کا اکلوتا لڑکا قید ہو جاتا ہے وہ اس کی آزادی کے لئے دعا کرتی ہے۔ اب خدا بے شک

آزاد کرنے والا

ہے مگر وہ اس بڑھیا کا ہی تو خدا نہیں وہ سب کا خدا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس کو آزاد کرنے سے سینکڑوں انسان قید ہوں گے۔ اس لئے وہ اس کی دعا کو رد کر دیتا ہے تو خدا نے فرمایا۔ میں جو اصل خدا ہوں اور تمام صفات کا مالک ہوں تمہارا ذہنی خدا نہیں ہوں۔ اگر تمہاری دعا میری صفات کے مطابق ہوگی تو وہ

ضرور قبول ہوگی

اور جب کوئی انسان قرآن کے پیش کردہ خدا کو پکارتا ہے تو اس کی پکار ضرور سنی جاتی ہے۔ خدا رحمان۔ رحیم۔ قہار۔ شدید العقاب سب صفات اپنے اندر رکھتا ہے اور دعا جب ان صفات والے خدا سے مانگی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ لفظ فی میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک شخص کو چھوڑتا ہے تو دوسرے سمجھتے ہیں ہم مارے جائیں گے۔ اس صورت میں اس کی صفت قہاریہ غالب آ جائے گی۔ اس لئے وہ اس کو نہیں چھوڑتا۔ تو خدا نے یہ کہیں نہیں کہا کہ میری ایک ہی صفت سے مانگو۔ اگر وہ کہتا کہ ادع الرحمٰن تو شاید بہت سی دعائیں رد کی جاتیں۔ مگر اس آیت میں کوئی استثناء نہیں۔ لفظ فی ہے جس میں اس کی تمام صفات کا ذکر ہے۔ پس جو دعا قبول نہیں ہوتی سمجھو کہ وہ

خدا کی صفات کے مطابق نہیں

خدا کی صفات کی مثال جیوری کی ہے اور جیوری کے ایک ممبر کی رائے پر کبھی فیصلہ نہیں ہوا کرتا بلکہ تمام ممبروں کی رائے کا خیال رکھا جاتا ہے۔ پس جو دعا سب صفات والے خدا کے سامنے پیش ہو وہ کبھی رد نہیں کی جاتی یعنی جو دعا اس کی تمام صفات کے مطابق ہوگی۔ اور ان کی آپس میں ٹکراؤ نہ ہوگی وہ ضرور قبول کی جائے گی۔ پس وہ لوگ پاگل ہیں اور نادان ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ دعا قبول نہیں ہوتی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ مگر دعا ایسی ہونی چاہیئے۔ جو خدا کے

شایانِ شان

اور اس کی صفات کے مطابق ہو۔ بعض عورتیں میرے پاس آتی ہیں کہ فلاں نے میرے بچے کو بد دعا دی ہے۔ اب کیا ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بد دعا کس کے سامنے پیش ہوگی۔ شیطان کے پیش نہیں ہوگی خدا تعالےٰ کے پیش ہوگی۔ اور وہ یقیناً اس کو رد کر دے گا۔ پس ان ایام میں

دعاؤں پر خاص زور

دینا چاہیئے۔ اور ان دنوں سے خاص فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا چاہیئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کو بھی دعاؤں سے خاص تعلق ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ میں نے اس کے بالوں سے اس طرح پانی ٹپکتا دیکھا ہے جیسے کوئی حمام سے غسل کر کے نکلے۔ اس میں اسی کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دعاؤں میں سخت مجاہدہ کرنے والا ہوگا

(الفضل مورخہ ۲۹/۱/۶۴)

قطعہ وفات سیدہ اُمِّ وسیم احمد سلمہا صاحبہ

از مکرم عبدالستار خاں صاحب وفا بشاہ آباد ضلع ہردوئی (یوپی)

کسے معلوم تھی یہ بات اسی سن میں
دوبارہ اشک آنکھوں سے رواں ہوگا

ابھی بھولے نہ ہوں گے غم ستمبر کا (دو)
کہ پھر وہ ہی دسمبر میں قِراں ہوگا

پھر اک اور صدمہ سب جماعت کو
خلیفہ کے حرم کا بے گماں ہوگا

چلیں دار البقا اُمِّ وسیم احمد
خدا حافظ نسیم احمد میاں ہوگا

الٰہی جلد وہ دن آئے جب تابوت
دفن اندر بہشتی مقبرہ قادیاں ہوگا

جو مقطع میں لکھا ہے مصرعِ ثانی
سنِ ہجری اسی سے اب عیاں ہوگا

اکیلے تم نہیں ہو آئے وفا جس کو
غمِ اُمِّ وسیم احمد میاں ہوگا

۱۳۸۳ ہجری

ضروری تصحیح

مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ ربوہ

الفضل مورخہ ۱۴؍ جنوری ۱۹۶۴ء کے صفحہ ۵ پر اور اخبار بدر مورخہ ۱۶؍ جنوری کے صفحہ ۵ پر قادیان کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء کی مختصر روئداد شائع ہوئی ہے۔ اس میں خاکسار کی تقریر کا خلاصہ بھی شامل ہے۔ ایک دوست نے میری توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ اس خلاصہ میں میری طرف یہ الفاظ منسوب کئے گئے ہیں کہ "قادیان کی اسی سرزمین سے دنیا کا سب سے بڑا خادمِ خلق (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) پیدا ہوا" حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنی تقریر میں ہرگز لفظ دنیا استعمال نہیں کیا تھا بلکہ میرا فقرہ یہ تھا کہ "اسی سرزمین سے اس زمانہ کا سب سے بڑا خادمِ خلق پیدا ہوا"۔ اگر اس مقام پر اس زمانہ کے الفاظ کی بجائے دنیا پڑھا جائے۔ جیسا کہ رپورٹ میں لکھا ہے تو یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعوذ باللہ گستاخی کے مترادف ہوگا۔ اس لئے میں اس غلطی کی تردید کرتا ہوں۔ جلسہ کے وسیع مجمع کا ہر فرد اس امر کا گواہ ہے کہ میں نے دنیا کی بجائے اس زمانہ کے الفاظ استعمال کئے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام تو ایک خادم اور شاگرد کا ہے۔ اور آپ نے جو کچھ بھی پایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض ہی سے پایا۔ اس لئے یہ خیال بھی سخت نازیبا اور گستاخانہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا کا سب سے بڑا خادمِ خلق قرار دیا جائے۔ درآں حالیکہ یہ عالی شان مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ اور اس زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو فضیلت حاصل ہوئی۔ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی کے طفیل ہی حاصل ہوئی۔ والسلام

خاکسار مرزا طاہر احمد ربوہ (۲۶/۱/۶۴)

یوگنڈا (مشرقی افریقہ) میں تبلیغ اسلام

اکتالیس ۴۱ افراد کا قبولِ اسلام۔ مکرم حافظ عبدالسلام صاحب کی تشریف آوری اور مختلف جماعتوں کے دورے۔ تبلیغی سفر اور لٹریچر کی تقسیم

مکرم مولوی عبدالکریم صاحب شرما انچارج یوگنڈا مشن

اشاعت لٹریچر

گذشتہ رپورٹ میں خاکسار نے ذکر کیا تھا کہ لانگی زبان میں ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت تیار کی ہے۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ایک تصنیف کا ترجمہ ہے۔ کتاب چھپ کر اب مارکیٹ میں آگئی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت پسند کی گئی ہے۔ لانگی زبان میں یہ پہلا اسلامی لٹریچر ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ مکرم عبدالغنی ہمایوں صاحب نے جو گورنمنٹ سیکنڈری سکول سرو ٹی میں ٹیچر ہیں۔ اپنے رفیق کار MR. J.B Okuja سے بغیر معاوضہ کروا کر دیا تھا۔ یہ دونوں دوست ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اس کے علاوہ یوگنڈا کی ایک دوسری اہم زبان Lugandа میں دو پمفلٹ بعنوان خاتم النبیین کے معنے اور احمدیت کی حقیقت چار چار صفحات کے ۲۵ ہزار کی تعداد میں شائع کئے ہیں۔ اسی طرح ایک رسالہ روزہ کے مسائل پر لوگنڈا زبان میں تیار کیا ہے۔ جو زیر طباعت ہے۔

تبلیغی سفر

دفتری خط وکتابت اور انتظامی امور میں خاکسار کو خاص مصروفیت رہتی۔ فراغت کے وقت جنجہ کی مارکیٹ میں جاکر لوگوں کو تبلیغ کرتا رہا۔ اسی طرح گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ اور میونسپل دفاتر میں افسران اور کلرکوں کو لٹریچر دیا۔ سکنڈری سکول کے طلباء مشن ہاؤس میں آتے رہے۔ ان کو تبلیغ کی اور لٹریچر دیا۔ دو پادری ملنے آئے۔ ان سے مسیح کی آمد ثانی کے متعلق گفتگو ہوئی۔

ایک دفعہ نیروبی گیا۔ اس سفر میں سکول کے لئے ازمعاً ۷ ہزار شلنگ چندہ جمع کیا۔ اسی طرح معلم جمعہ کے ساتھ جنجہ کے مضافات میں تبلیغ کے لئے گیا۔ ابا جانیا کے مسلمانوں کی دعوت پر میلاد النبی کے جلسہ میں شرکت کی۔

اس موقع پر بعض عربوں کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ اسی طرح مسکمبیرہ۔ بوگیری اور بوبیکو کی جماعتوں میں تربیتی تقاریر کیں۔

ان مقامات پر احباب جماعت نے لوگوں کو مذکورہ بالا کے تبلیغ کروائی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے اکتالیس افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ موضع Nanrenda میں نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ اسی جگہ اللہ تعالےٰ نے ہم کو مسجد بھی دے دی ہے۔ الحمد للہ ذالک۔

لوکل مبلغین کی ٹریننگ کلاس میں دو نئے طلباء نے داخلہ لیا ہے۔ حاجی ابراہیم سینفوما صاحب بڑی محنت سے اس کلاس کو پڑھاتے ہیں۔ خاکسار بھی وقت نکال کر اس کلاس کو پڑھاتا رہا۔

مکرم حافظ عبدالسلام صاحب کی یوگنڈا میں آمد

۲۷ ستمبر کو مکرم حافظ عبدالسلام صاحب وکیل المال ثانی یوگنڈا کے دورہ پر تشریف لائے ان کی آمد پر ریڈیو کا نمائندہ موجود تھا۔ انہوں نے حافظ صاحب کا انٹرویو لیا۔ اگلے روز حافظ صاحب سیٹ سکول کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ دیکھ کر سکول میں ۱۷۰ طلباء ہیں آپ نے خوشی کا اظہار کیا۔ سکول کا پلاٹ دیکھا جو سات ایکڑ ہے۔ اس کی مزید آبادی کے لئے مشورے کئے گئے۔

جمعہ کی نماز حافظ صاحب نے کمپالہ کی مسجد میں پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آیت انما یعمر مساجد اللّٰہ من اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے احباب کو مسجد آباد رکھنے کی تلقین کی۔ نماز مغرب کے بعد جماعت کمپالہ کا اجلاس بلایا گیا۔ خاکسار نے احباب کا حافظ صاحب سے تعارف کرایا۔ مکرم حافظ صاحب نے احباب کو پہلے اردو اور بعد میں انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے ذمہ واریوں کی ادائیگی اور مالی قربانیوں میں بڑھ کر حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی اور مسجد زیورک کے چندہ کی اپیل کی۔

آپ کے بعد مسٹر ذکریا کنربیٹو صاحب اور معلم شعبانی گروندے صاحب نے تقاریر کیں۔ انہوں نے حافظ صاحب کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ مسلمانوں کی حالت اس ملک میں نہایت ناگفتہ بہ ہے۔ وہ جہالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ احمدیت کی وجہ سے اب انہیں نیا ایمان نصیب ہوا ہے جس کی وہ قدر کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کس طرح ابتداء میں احمدیوں کو یہاں مشکلات اور مصائب برداشت کرنا پڑیں اور مخالفین نے ان کو احمدیت سے روگردان کرنے کی کوششیں کیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ ہر طرح کے حیلوں میں ناکام رہے۔ احمدیت کا نفوذ آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہے۔ اور لوگوں میں احساس پیدا ہو گیا ہے کہ احمدیت جس اسلام کو پیش کرتی ہے وہی درست ہے۔

۲۸ ستمبر کو مکرم حافظ صاحب چیمبرو کی جماعت میں گئے۔ یہ جماعت کمپالہ سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ساکا شہر کے قریب ہے خاکسار نے تعارف کرایا۔ مکرم محمد یوزا صاحب پریذیڈنٹ جماعت نے چائے پیش کی۔ بعد ازاں استقبالیہ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ مکرم معلم احمد مشوڈ صاحب سیکرٹری جماعت نے ایڈریس پیش کیا۔ اور کہا کہ ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے مقدس مرکز سے ایک بزرگ اتنی دور کی مسافت طے کر کے ہمیں ملنے آئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کس طرح احمدیت کی آواز ہمارے کانوں تک پہنچی۔ اور کس کس رنگ میں یہاں مخالفتیں ہوئیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ ہی معاندین کو ناکام رکھا ہے۔ احمدیت کا بیج اب اس ملک میں بویا گیا ہے جو خدا تعالےٰ کے فضل سے بڑھے گا۔ اور دن دوگنی ترقی کرے گا۔ انہوں نے بالخصوص مبلغین کا شکریہ ادا کیا۔ اور بتایا کہ باوجود اس کے کہ ان کی طرز رہائش اور خوراک جدا ہے۔ پھر بھی وہ یہاں آکر ہمارے ساتھ شیر وشکر ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے ساتھ ہمارے مکانوں میں رہتے ہیں اور ہماری خوراک کھاتے ہیں۔ اور بھائیوں کا سا سلوک ہم سے کرتے ہیں۔

انہوں نے توجہ دلائی کہ نئی پود کی تعلیم وتربیت کے لئے ہمیں سکول کھولنا چاہیئے۔ نیز انہوں نے بتایا کہ اس غرض کے لئے ان کی جماعت نے ایک قطعہ زمین خرید لیا ہے۔

مکرم حافظ صاحب نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ انہیں یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ یہاں کی جماعت منظم ہے اور باقاعدہ عہدہ دار موجود ہیں۔ اور ان میں کام کا جذبہ اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہمت کر کے سکول کا آغاز کر دیں۔ اور کوشش کریں کہ وہ کامیاب ہو جائے۔

دعا کے بعد احباب سے رخصت ہوئے۔ اور سیکرٹری صاحب جماعت ہمارے ساتھ اس جگہ آئے۔ جہاں جماعت نے پلاٹ خرید رکھا تھا۔ حافظ صاحب نے پلاٹ دیکھا۔ جو اونچی جگہ پر بڑی سڑک پر واقع تھا۔

تصحیح

اخبار بدر مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۶۲ء میں صفحہ ۱۲ کالم ۲ پر ۶ میں اعلان نکاح شائع ہوا ہے۔ اس میں امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے دوسرا اعلان مکرم منصور احمد صاحب ولد فضل الرحمٰن صاحب شائع ہوا ہے۔ لیکن کتابت میں منصور احمد ولد منصور احمد شائع ہوا ہے۔ اصل ولدیت فضل الرحمٰن ہے۔ احباب درستی کر لیں۔

خاکسار

مولوی محمد اسمٰعیل فاضل وکیل یادگیر

ولادتیں

(۱) برادرم چوہدری عبدالقادر صاحب معاون ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان کو اللہ تعالےٰ نے ۱۳ / ۱ / ۶۲ بروز جمعہ فرزند عطا فرمایا ہے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے "عبدالواسع" نام تجویز فرمایا ہے (مولود کی صحت وسلامتی و درازی عمر کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(۲) عزیزم مکرم محمد ابراہیم صاحب درویش ٹیلر ماسٹر کو اللہ تعالےٰ نے تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے یہ ان کا چھٹا بچہ ہے۔ نومولود کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا فرماویں۔

خاکسار:

فیض احمد گجراتی نائب ایڈیٹر بدر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(۵)

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب۔ فاضل مبلغ کشمیر

فقہ کی اصلاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علم فقہ کی بھی اصلاح فرمائی۔ فقہ میں اس قدر اختلافات پیدا ہو گئے تھے کہ اس میں مستقل طور پر چار مذہب قائم ہو گئے تھے یعنی حنفی۔ شافعی۔ مالکی اور حنبلی۔ آپؑ نے چاروں مذہب کے اماموں کو عزت کی نظر سے دیکھا۔ اور اختلافی مسائل میں چاروں کی رائے مدنظر رکھتے اور عموماً طور پر حنفی مسلک کو ترجیح دیتے۔ اس کے علاوہ آپؑ نے فقہ کے لئے مستقل طور پر پانچ اصول مقرر فرما دیئے جن پر شریعت کی بنیاد ہے آپؑ نے فرمایا کہ سب سے پہلے ہمارے لئے قرآن مجید ہے۔ اس کے بعد سنت یعنی تعامل۔ تیسرے مرتبہ پر وہ احادیث جو قرآن اور سنت کے مطابق ہوں۔ چوتھے ان تینوں میں اپنی عقل کو بھی استعمال کر کے مسائل کا استنباط کیا جائے۔ اور پانچویں یہ کہ استنباط مسائل میں اختلاف طبائع و عادات کا مدنظر رکھنا از حد ضروری ہے یہ ایسے اصول ہیں جن سے بہت سے مختلف فیہ مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا جس کا دل چاہے اونچی آواز سے آمین کہہ لے اور جس کا دل نہ چاہے اونچی آواز سے نہ کہے۔ جو سینہ پر ہاتھ باندھنا چاہے سینہ پر باندھ لے اور جو ناف پر ہاتھ باندھنا چاہے وہاں باندھ لے یہ دونوں طریق حدیث سے ثابت ہیں۔ دیگر اختلافی مسائل میں فرمایا کہ دراصل ہر امام نے اپنے حالات اور لوگوں کی طبائع کو مدنظر رکھ کر فقہی مسئلے بیان کئے ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنے حالات کے مطابق جو طریق مناسب ہو اس کو اختیار کر لینا چاہیئے۔

عورتوں کے حقوق کا قیام باوجود اسلامی تعلیم کی موجودگی کے خود مسلمانوں میں ہی عورتوں کے حقوق کو پامال کیا جا رہا تھا جس کا ازالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا۔ ورثہ کے متعلق شریعت اسلامیہ نے واضح اور غیر مبہم احکام بیان کئے ہیں مگر مسلمانوں نے عورت کو ورثہ سے محروم رکھنا شروع کر دیا تھا۔ آپ نے اس امر کو سختی سے روکا اور طبقہ نسواں کو یہ حق دوبارہ قائم کر دیا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ اس پر پوری طرح عمل پیرا ہے۔ اسی طرح پردہ کے بارہ میں بھی عورت پر نہایت سختی کی جاتی تھی۔ اور اس کو گھر میں ایک قیدی کی طرح زندگی گزارنی پڑتی تھی۔ آپؑ نے اس سختی کو بھی دور فرمایا۔ چنانچہ سیرۃ المہدی میں ایک روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک ریلوے سٹیشن پر ٹہل رہے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی انہوں نے حضرت خلیفہ اولؓ سے کہا لوگ کیا کہیں گے آپ حضور سے کہہ دیں کہ بیوی صاحبہ کو بٹھا دیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا آپ خود جا کر کہہ دیں میں تو نہیں کہہ سکتا آخر وہ گئے اور سر نیچے ڈالے واپس آئے حضرت خلیفہ اولؓ نے پوچھا۔ حضورؑ نے کیا جواب دیا۔ تو کہنے لگے جب میں نے کہا کہ حضور اس طرح ٹہلنے پر لوگ اعتراض کریں گے تو آپ لٹھر گئے اور فرمایا:۔

"لوگ کیا اعتراض کریں گے۔ یہی کہیں گے کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ٹہل رہے تھے"۔

اسی طرح عورت کو تعلیم سے محروم رکھا جاتا تھا۔ آپؑ نے عورتوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دی اور ایک دوست کو خط میں لکھا کہ عورتوں کو عربی، فارسی کے علاوہ کچھ انگریزی کی بھی تعلیم دینی چاہیئے۔

عورتوں سے حسن سلوک اور مراعات کو آپ نے قائم کیا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ اپنی بیوی کا سے اونچی آواز سے بولے تو آپؑ کو الہام ہوا۔

"مسلمانوں کے لیڈر عبد الکریم کو کہہ دو کہ یہ طریق اچھا نہیں"۔

عورت کا ایک یہ بھی حق سلب کر لیا گیا تھا کہ اسکو نکاح کے متعلق اختیارات حاصل نہ تھے آپؑ نے اس حق کو بھی قائم فرمایا اور

. . . .

. . . .

اور عورت کی رضامندی نکاح کے لئے لازمی قرار دی۔ حتیٰ کہ مرد اور عورت کو نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھ لینے کے ارشاد نبوی کو دوبارہ عملی صورت دی۔

اسلام نے طلاق اور خلع کے جو احکام بیان کئے ہیں ان کو بھی نظر انداز کر کے ایک طرف طلاق کے قانون کو بے حد وسیع کر لیا گیا تھا۔ اور دوسری طرف عورت کے حق خلع کو دائرہ از حد تنگ کر دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ اگر وہ گھٹ گھٹ کے مر بھی جاتی تو کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ آپ نے اسلامی تعلیم کے مطابق عورتوں کے اس حق کو بھی قائم کر دیا اور فرمایا کہ عورت کو خلع کا حق حاصل ہے۔ حالات کا جائزہ لے کر صحیح مجسٹریوں کے پیش نظر قاضی اس کے حق کو دلا سکتا ہے۔

جدید علم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان کارنامہ آپ کا ایجاد کردہ جدید علم کلام ہے جس کے ذریعہ ایک طرف مذہبی مباحثات کا رنگ بدل گیا تو دوسری طرف اسلام کے مقابل کوئی مذہب ٹھہرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ آپؑ نے اپنی تصانیف میں بارہا اس امر کا ذکر فرمایا ہے کہ کسی مذہب کی سچائی کو پرکھنے کے لئے یہ بات مدنظر رکھنی ضروری ہے کہ

(الف) خود وہ مذہب اپنے مقصد اور غرض و غایت کو پورا کرنے کا ثبوت دے۔ مثلاً اگر خدا کا قرب حاصل کرنا اس مذہب کا مقصد ہے اور یقیناً ہر ایک مذہب کی یہی غرض ہوتی ہے تو چاہیئے کہ وہ اس بات کا ثبوت پیش کرے کہ اس پر چلنے والے کو خدا کا قرب ملتا ہے۔ ورنہ اس کی غرض ہی فوت ہو جاتی ہے آپؑ نے قرآن مجید کی آیت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون (حم سجدہ رکوع ۴) سے مخالفین پر اتمام حجت کی اور تحریر فرمایا کہ اسلام کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ اس پر ایمان لا کر انسان اسی دنیا میں خدا کو پا لیتا ہے۔ اور یہ حصول قرب الٰہی صرف ایک فلسفہ کے طور پر نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت رکھتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر خدا اپنے بندے کی دعاؤں کو سنتا ہے اس کو اپنے کلام سے مشرف کرتا ہے۔ اور اس کے لئے اپنی قدرت کے جلوے دکھلا دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کو بلایا کہ آؤ میرے مسابقہ ہو کر اس بہشتی جھلک کا نظارہ دیکھو لو۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

(ب) دوسرا اصول آپ نے علم کلام کا یہ مقرر فرمایا کہ ہر مذہب اپنے معتقدات کا دعوےٰ اور اس کی دلیل اپنی مذہبی اور الہامی کتاب سے پیش کرے۔ کیونکہ خدا کی کلام کو زید یا بکر کی وکالت کی ضرورت نہیں ہوتی آپ نے عیسائیوں، آریوں اور دیگر تمام مذاہب کے پیروؤں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارے یہ عقائد تو خود تمہارے تراشیدہ ہیں۔ اگر سچے ہو تو پھر دعویٰ اور دلیل اپنی الہامی کتاب سے پیش کرو۔ دوسری طرف آپ نے اسلام کے دعاوی کے دلائل خود قرآن مجید ہی سے پیش کر دیئے۔ اور اس طرح اسلام کا غلبہ دیگر ادیان پر ثابت کر دیا۔

(ج) تیسرا اصول آپ نے یہ پیش کیا کہ کسی مذہب کے لئے جو عالمگیر ہونے کا مدعی ہے۔ صرف یہی کافی نہیں کہ اس کے اندر اچھی تعلیم ہے بلکہ وہ تعلیم ہر عقل، ہر فطرت کو تسلی دینے والی ہو۔ اور ہر ضرورت حقہ کو پوری کرنے والی ہو۔ مثلاً عیسائی حضرت مسیح کی اس تعلیم کو بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں کہ اگر کوئی تیرے دینے گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی اس کے آگے پھیر دے۔ بظاہر یہ تعلیم بڑی خوبصورت ہے۔ لیکن غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ فطرت صحیحہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ بسا اوقات دشمن کا مقابلہ نہ کرنا یا مجرم کو سزا نہ دینا فساد کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور ہر جگہ عفو کی تعلیم پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اس کے مقابل اسلام نے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ کی تعلیم دے کر ہر موقعہ محل کی مناسبت کو مدنظر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس علم کے ذریعہ بھی دشمنان اسلام کو ایک بہت بڑی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اور آپؑ ہر میدان میں اپنے اس جدید علم کلام کی وجہ سے ایک فتح نصیب جرنیل ثابت ہوئے۔ چنانچہ امرتسر کے غیر احمدی اخبار وکیل کے ایڈیٹر نے آپؑ کی وفات پر لکھا ہے:۔

"۔۔۔۔۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے ۔۔۔۔۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے۔ ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے ۔۔۔۔۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو"۔ (اخبار وکیل امرتسر)

دہلی کے غیر احمدی اخبار کرزن گزٹ کے مشہور ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے لکھا:۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات

کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا ..... اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں ..... اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے .....

(کرزن گزٹ دہلی مورخہ یکم جون ۱۹۰۸ء)

عربی زبان اُمّ الالسنہ ہے

۱۸۹۵ء میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ایک نہایت ہی عظیم انکشاف فرمایا کہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے۔ دُنیا کی تمام زبانیں اسی سے نکلی ہیں۔ اور خود عربی الہامی زبان ہے کہ خدا نے خود انسان کو یہ زبان سکھلائی۔ اور موجودہ دور کی ساری زبانیں آہستہ آہستہ متبدل ہو کر نیا رنگ اختیار کر گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور کامل شریعت عربی میں نازل کی ہے۔ اس تحقیق سے متعلق آپؑ نے ایک کتاب بھی تصنیف فرما کر شائع کی جس کا نام "مِنَنُ الرحمٰن" ہے گو یہ کتاب مکمل نہیں ہے۔ مگر اس میں اس بحث کے تمام بنیادی دلائل آ گئے ہیں جن کو مدنظر رکھ کر آئندہ تحقیق کو مکمل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے انہی اصول کے مطابق ایک محققانہ کتاب "Arabic The source of all languages" کی تصنیف مکمل کی ہے جو اسی ماہ انشاء اللہ منظر عام پر آ جائے گی۔ خدا کرے یہ کتاب بہتوں کی ہدایت کا موجب بنے۔ آمین۔

حضرت بابا نانک صاحبؒ کے متعلق تحقیقات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ بھی ایک بے نظیر کارنامہ ہے کہ آپ نے سکھوں کو مسلمانوں کے بہت قریب کر دیا اور وہ اس طرح کہ ۱۸۹۵ء میں آپ نے سکھ مذہب کے بانی حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کے متعلق اس عظیم الشان تحقیق کا اعلان فرمایا کہ گو وہ ہندوؤں کے گھر پیدا ہوئے تھے مگر دراصل وہ ایک پاکباز مسلمان ولی تھے جنہوں نے ہندو دھرم سے بیزار ہو کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ نے اس امر کا ثبوت تاریخ اور خود سکھوں کی اپنی مذہبی کتاب سے دیا کہ حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ قرآن پر ایمان رکھتے تھے نمازیں پڑھتے تھے۔ اور حج بیت اللہ کو بھی تشریف لے گئے تھے۔ اس کے علاوہ مسلمان ولیوں خصوصاً حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ سے ازحد عقیدت رکھتے تھے اور ڈیرہ بابا نانک میں تبرک چولہ اس بات کا ایک بیّن ثبوت ہے جس پر کلمہ طیبہ اور قرآن مجید کی آیات وغیرہ مکتوب ہیں۔ اس کی مفصل بحث آپؑ نے اپنی کتاب "ست بچن" میں فرمائی ہے۔

اس زبردست انکشاف اور تحقیق کے ذریعہ آپؑ نے سکھ مسلم اتحاد اور امن و اخوت کی بنیاد قائم کر دی کہ ایک طرف تو مسلمانوں کے دلوں میں حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کی عزت بڑھتی جاتی ہے۔ تو دوسری طرف سکھ بھائیوں کو اس امر کی یاد دہانی ہوتی جاتی ہے کہ خود اُن کے گھر کا چراغ نورِ محمدی سے منور ہے مگر افسوس کہ ابھی تک اس طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔

موعودِ ادیانِ عالم ایک ہی شخص ہے

آپؑ کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ مختلف مذاہب کے پیرو آخری زمانہ میں ایک مصلح کی آمد کے منتظر تھے۔ اور ہر ایک مذہب والا یہ سمجھتا تھا کہ وہ ہم ہی میں آنے گا۔ اور ہمارے مذہب کو دوسرے تمام مذاہب پر غالب کر دے گا۔ آپ نے اس مسئلہ پر بھی سیر حاصل بحث فرمائی۔ اور عقلاً و نقلاً اس بات کو ثابت کر دیا کہ آخری زمانہ میں آنے والا مصلح ایک ہی شخص ہے جو تمام مذاہب کیلئے آئیگا اور وہ اسلام میں ہوگا کیونکہ اسلام میں اس موعود کی بعثت تمام مذاہب کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والی ہوگی کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو فیہا کتب قیمۃ کا علمبردار ہے یعنی یہ تمام مذاہب کی تعلیم کا خلاصہ ہے نیز یہ بات عقلِ سلیم سے کوسوں دور ہے کہ ایک ہی وقت اور زمانہ میں ہندو دھرم، عیسائیت اور اسلام وغیرہ مذاہب ایک دوسرے پر غالب آ جائیں۔ اگر ہر ایک مذہب کا الگ الگ مصلح کھڑا ہو جاوے تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش میں لگا رہے تو دنیا کا امن برباد ہو جائے۔ پس آنے والا ایک ہی ہے۔

یہ تحقیق اور بھی یقینی ہو جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہر ایک مذہب نے جو علامات اس موعود کی بیان کی ہیں وہ سب ایک جیسی ہیں۔ اور وہ سبھی اس زمانہ میں پوری ہو گئی ہیں۔ اور ان علامات کے ظہور پذیر ہو جانے پر جملہ مذاہب متفق ہیں کہ اس موعود کا یہی زمانہ ہے۔ چنانچہ عین ضرورت کے وقت جبکہ تمام اقوام بے چینی سے اس موعود کا انتظار کر رہی تھیں قادیان کی اسی سرزمین سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے فرمایا ؎

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

اور آپ نے تمام اقوام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برس سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسے ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں ..... یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳)

مذہب اور سائنس

آپؑ کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے مذہب اور سائنس میں صلح کی بنیاد ڈالی اور فرمایا کہ مذہبی کتاب کلام الٰہی ہے۔ اور دنیوی قانونِ قدرت فعلِ الٰہی۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ خدا کے قول اور فعل میں مخالفت ہو بلکہ ہمیشہ مطابقت پائی جاتی ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ لوگوں کو کسی قول یا فعل کے سمجھنے میں غلطی لگے۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ایسے معنی کر دیئے جاتے ہیں جو اس کے حقیقی معنی نہیں ہوتے۔ اس لئے وہ بات بظاہر سائنس کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگوں نے جس چیز کو سائنس سمجھ ہوتا ہے اس کے اصول غلط مرتب کر کے ایک نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ درست نہیں ہوتا۔ تو اس وجہ سے بھی مذہب اور سائنس میں ٹکراؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی محض ہماری کوتاہ بینی کی وجہ سے ہے۔

رمضان شریف میں فدیۃ الصیام اور انفاق مال

از محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان

رمضان شریف میں روزے کی فرضیت اسی طرح ہے جس طرح باقی ارکانِ اسلام۔ البتہ مرد یا عورت بیمار ہو۔ اور ڈاکٹر نے روزہ رکھنا منع کیا ہو یا کوئی بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے معذور ہو تو اسے شریعت نے فدیہ دینے کی سہولت دی ہے۔

فدیہ یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو رمضان شریف بھر اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا۔ لیکن یہ صورت بھی جائز ہے کہ کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔

سو جو دوست پسند کریں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزے رکھوا دیئے جائیں۔ وہ فدیۃ الصیام کی رقم قادیان میں ارسال فرمائیں۔ اس طرح ان کی طرف سے فرض کی ادائیگی ہو جائے گی اور غریب درویشوں کی امداد بھی ہو جائے گی۔

انفاق مال

فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں ہر مومن کو اپنی توفیق کے مطابق صدقہ و خیرات پر زور دینا چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رمضان شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ سخاوت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ سو اس طریق کو بھی درست عمل جامہ پہنانے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

اعلانِ نکاح

عزیزم طاہر احمد ابن مکرم عبد الواحد خان صاحب ساکنہ روڑکی پاکستان (سندھ) کا نکاح عزیزہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم زاہد حسین خان صاحب مرحوم سے مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر بروز جمعہ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۶۶ء کو مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی قادیان نے پڑھایا۔ احباب اس رشتہ کے دونوں کے لئے بابرکت ہونے اور مثمر ثمرات ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد شریف گجراتی درویش قادیان

پنڈت نہرو کے نام ایک خط

ہمارے عزت مآب اور محبوب لیڈر :
آداب و تسلیمات

بھوبنیشور کانگریس سیشن میں آپ کی علالت نے بھارت میں خصوصاً اور ساری دنیا میں عموماً بہت سے سوالات کو جنم دے دیا ہے۔ کچھ سوالات دوستانہ ہیں اور کچھ سوالات معاندانہ ہیں۔ آپ کی علالت کا بھارت بھر میں جو ردعمل ہوا ہے۔ وہ بڑا ہی عجیب و غریب بڑا ہی پُردرد اور بڑا ہی خوفناک ہے۔

ایک طبقہ نے تو آپ کی علالت کی تشویشناک اطلاعات ملتے ہی بعید طول طویل جائزہ لینا شروع کر دیا کہ "نہرو کے بعد کون؟" اور نہرو کے بعد کون کہہ کر کبھی ان کی نگاہ آپ کی سیکرٹری اندرا گاندھی پر آن کر ٹوٹی اور کبھی لال بہادر شاستری پر اور کبھی کسی اور پر۔ اور یوں اس طبقہ نے ایک نہیں بلکہ بیسیوں نام آپ کے جانشین کے گنوا ئے۔ جس کا واضح ترین مطلب یہ ہے کہ "نہرو کے بعد کون؟" کا جواب یہ ہے کہ نہرو کے بعد بیسیوں آدمی جن میں سے کسی ایک کے متعلق بھی قلوب میں طمانیت نہیں ہے۔ اگر طمانیت ہوتی تو بیسیوں نام گنوانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ ایسا طبقہ محض وہموں کے گھوڑے دوڑاتا رہا۔ یا زیادہ سے زیادہ اس کی دماغی کاوش کا ماحصل اس نجومی کی سی ہیرا پھیری ہے۔ جو زیزاولاد سے محروم جوڑے کو تو ستاروں کے عین درمیان میں سے ایک ننھا سا پیارا لڑکا اترتے ہوئے دکھا کر اپنی فیس وصول کر کے چلتا بنتا ہے۔ اور عیالوں سے کہہ جاتا ہے کہ لڑکی ہوگی ...... اور ذرا دور کے ہمسایوں کے ہاں یہی کہہ جاتا ہے کہ دراصل ان دونوں میاں بیوی کو اپنا علاج کروانے کی ضرورت ہے!

اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ جہاں تک آپ کے بعد کا معاملہ ہے۔ بھارت بھر میں کوئی ایک نام بھی ایسا نہیں جو فوری طور پر سامنے آ جائے۔ سوائے اس کے کہ حالات کی مجبوری کسی کو پکڑ کر آپ کی کرسی پر بٹھا دے۔ اور یوں یہ خلا پُر ہو جائے۔

پنڈت جی! پھر ایک طبقہ یہ کہہ رہا ہے کہ جب مہاتما گاندھی نے ملکی سیاست میں ایک انتہائی بلند مقام حاصل کر لیا تھا۔ تو انہوں نے اس میدان میں اپنے کچھ خاص شاگرد بھی تیار کئے تھے جنہیں سیاست کے ہر قسم کے نشیب و فراز میں سے گذار کر اپنی جانشینی کا اہل بنا دیا تھا۔ انہی شاگردوں میں سے ایک آپ بھی تھے جنہیں بہت سی وجوہ اور بالخصوص ملک اور قوم کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کی وجہ سے ایک گونہ امتیاز حاصل تھا۔ لہٰذا ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو یہ سوچنے کی ضرورت ہی گاندھی جی کو اور ملک کو پیش نہ آئی تھی کہ اس عظیم ملک کا سربراہ کون ہونا چاہیئے۔ آپ کا انتخاب بروقت تھا اور برحق۔ اور آپ نے گذشتہ سولہ سال میں اپنی قابلیت اور اہلیت سے ملک کو چار چاند لگا کر یہ ثابت کر دکھایا کہ واقعی وزارت عظمیٰ کی کرسی آپ ہی کے وجود سے عظمت پا سکتی تھی۔ لیکن مہاتما گاندھی نے جو سکول کھولا تھا۔ اور جس میں آپ نے بھی قدرے سبق حاصل کیا تھا۔ اور جس میں سے آپ کندن بن کر نکلے تھے۔ اسے آپ نے کیوں بند کر دیا؟ کہ آج آپ کے معمولی علیل ہونے پر ملک کو یہ سوچنا پڑ رہا ہے کہ "نہرو کے بعد کون" کیونکہ آپ نے ایسے شاگرد تیار کئے کہ اس سوال پر زیادہ مغز ماری کی ضرورت نہ رہتی۔

پس پنڈت جی! اس وقت ملک کے مختلف طبقے اپنے اپنے زاویۂ نگاہ سے "نہرو کے بعد کون" کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ گو یہ سوال اس سے قبل بھی بعض مواقع پر غیر ضروری طور پر زیر بحث آتا رہا ہے۔ لیکن اب کے یہ سوال ایک ضرورتِ حقہ کے ماتحت زیر بحث آیا ہے۔ اس لئے کہ بھارت کے عوام نے پہلی مرتبہ شدت کے ساتھ یہ محسوس کیا ہے کہ قدرت کا ہاتھ بڑا زبردست ہے اور وہ وقت بھی آ سکتا ہے جب "نہرو کے بعد کون" کا سوال ایک تلخ ترین حقیقت بن کر سامنے آ کھڑا ہوگا اور اپنا جواب چاہے گا۔

لیکن پنڈت جی! وہ بھارت جس کی آزادی کے لئے آپ نے جان کی بازی لگا دی تھی۔ اور اپنی عمر عزیز کا ایک معتدبہ حصہ جیلوں میں گذارا تھا۔ اور پھر آزادی کے بعد جسے سیکولر سٹیٹ بنانے کے لئے آپ نے بڑی ہمت اور جانفشانی سے کام لیا تھا۔ اسی بھارت کا ایک طبقہ ان مذکورہ بالا زاویہ ہائے نگاہ سے یکسر مختلف ایک نقطۂ نگاہ سے اس مسئلہ پر غور کر رہا ہے۔ اور یہ طبقہ جمہوریہ بھارت کی سب سے بڑی اقلیت ہے۔

عزت مآب پنڈت جی! آپ نے عظیم تر بھارت کو سیکولر سٹیٹ بنانے میں بڑی ہی دور اندیشی اور زیرکی سے کام لیا تھا۔ اور درحقیقت جس ملک میں اتنی بڑی بڑی اقلیتیں ہوں اُسے سیکولر ہی ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ بھارت کی ساری آبادی عموماً اور بھارت کی اقلیت خصوصاً آپ کی ذات گرامی کو بھی سیکولر ہی یقین کرتی رہی ہے۔ اور آپ کا یہ سیکولرازم ہی تھا جس نے بھارت کی اقلیتوں میں ایک گونہ طمینان پیدا کر رکھا تھا۔

لیکن پنڈت جی! یہ کیا ہے کہ آپ کی موجودگی میں اور آپ کی آنکھوں کے سامنے اس سیکولرازم کی مٹی ملک کی اکثریت نے پلید کی ہے جس کا نقطۂ عروج حال ہی میں کلکتہ میں ہمارے سامنے آیا ہے۔ ہمارے ملک کو آزاد ہوئے ساڑھے سولہ سال ہو گئے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اب تک آپ کے ناخن تدبیر سے اس قسم کے سارے مسائل سلجھ چکے ہوتے اور آپ کا حسن تدبر ان تمام ناگفتہ بہ حالات پر پوری طرح قابو پا چکا ہوتا لیکن واقعات ہمارے اور آپ کے سامنے ہیں۔ جو بتا رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہو سکا۔ اور افسوس کہ نہیں ہو سکا۔ آپ بھارت بھر کے مقبول ترین اور محبوب ترین لیڈر ہیں۔ آپ کا احترام دلوں کی گہرائیوں میں پایا جاتا ہے۔ اگر آپ کی موجودگی میں ساڑھے سولہ سال گذرنے کے باوجود اقلیت کے دلوں میں طمانیت پیدا نہیں ہو سکی۔ تو آپ کے بعد کون ماں کا لال ہو سکتا ہے جو آپ کی طرح دلوں پر حکومت کرنے کی اہمیت رکھتا ہو۔

یہ سوال آپ کی موجودہ علالت کے بعد تو بہت ہی زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے کیونکہ اب قدرت کا ہاتھ بالکل قریب نظر آ رہا ہے۔ ہماری دعا تو یہی ہے کہ آپ کی عمر بہت دراز ہو تاکہ ملک ترقی کی انتہائی منازل طے کرتا چلا جائے۔ لیکن یہ امر بہرحال ناگزیر ہے کہ ایک روز ہمیں نہرو کے بعد کون کے حقیقی سوال کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔ اگر آپ کی موجودگی میں ایک ہمسایہ ملک کے ساتھ تعلقات کی کشیدگی کی وجہ سے مذہبی جنون کے جراثیم بھارت کی اکثریت میں پائے جاتے ہیں تو آپ کے بعد کون سیاسی ڈاکٹر آئے گا جو ان مہلک جراثیم کے لئے زہر تیار کر سکے۔

واجب الاحترام پنڈت جی! آج کلکتہ کے مقتولین کی روحیں آپ کے سیکولرازم کے سامنے نوحہ کناں ہیں۔ آج وہاں کے مظلومین آپ کے حسن تدبر کو پکار رہے ہیں۔ آج بھارت کی ساری اقلیت آپ کی محبوب اور مقتدر شخصیت کے سامنے فریاد کر رہی ہے۔ کہ یہ بے چینی اور بے اطمینانی کی غیر یقینی حالت کب ختم ہو گی اور کب بھارت کے تمام اہل مذاہب قدم سے قدم ملا کر آزاد اور ترقی یافتہ بھارت کی مسرتوں میں برابر کے شریک ہو سکیں گے؟ آپ کو اچھی طرح اس بات کا علم ہے کہ بھارت بھر میں ایک بھی سیاسی لیڈر ایسا نہیں ہے جسے وہ مقام حاصل ہو جو قدرت نے آج آپ کو عطا کر رکھا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ آپ اپنے اس اثر و رسوخ کو کام میں لا کر ان گتھیوں کو سلجھا دیں۔ تاکہ ہمارا ملک جو ایشیا کی لیڈرشپ کے خواب لے کر اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا تھا چاروں طرف سے دشمنوں اور بدخواہوں میں گھرا ہوا ہے۔ اور ایشیا کی لیڈرشپ تو بڑی دور کی چیز ہے۔ ابھی تو اپنے ہمسایوں کو بھی اپنے ساتھ نہیں ملا سکا۔ اور اگر اکثریت کے مذہبی جنون کے لیل و نہار یہی رہے تو وہ وقت بھی آ سکتا ہے کہ ہم اپنے دور کے دوستوں مصر وغیرہ سے بھی محروم ہو جائیں۔ اور دشمنوں کے سمندر میں ایک جزیرہ بن کر رہ جائیں۔ اے کاش! وہ وقت نہ آئے۔ اور خدا کرے کہ آپ کی زندگی میں یہ سارے مسائل حل ہو جائیں۔ اس ملک کو آپ کی ضرورت ہے پنڈت نہرو کی ضرورت ہے۔ اور پنڈت نہرو کے بعد بھی پنڈت نہرو کی ضرورت ہے جو آج نظر نہیں آ رہا ہے۔ اور اس لئے نظر نہیں آ رہا ہے کہ آپ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ آپ ہمیشہ زندہ اور صحت مند و توانا رہیں گے۔ آپ نے سب کچھ کیا۔ لیکن اپنا جانشین پیدا نہیں کیا۔ گاندھی جی کی روح جب قفس عنصری سے پرواز کر رہی تھی۔ تو وہ یقیناً یہ سوچ کر مطمئن ہوں گے کہ پنڈت نہرو اس خلا کو پورا کر دے گا۔ مگر ...... اب کیا ہوگا۔ خدا جانے!! (چوہدری محمد حنیف احمد صاحب ایڈیٹر بدر)

اعلانِ نکاح

بتاریخ ۱۳ر فروری ۱۹۶۴ء بروز دوشنبہ بوقت آٹھ بجے صبح بمقام [illegible] مکرم محمد باشو میاں صاحب کی دختر عزیزہ نصرت جہاں بیگم کا نکاح حفیظ اللہ شریف صاحب ابن محمد مولینا شریف صاحب جنتہ کنٹہ سے پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم و محترم جناب محمد ولی الدین صاحب فاضل افسر بیت المال قادیان نے پڑھایا۔ نکاح کے موقعہ پر احمدی و غیر احمدی احباب کافی تعداد میں مدعو تھے۔ محترم مولانا صاحب نے دوران خطبہ نکاح کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے اسراف اور فضول رسم و رواج کے مضر نتائج پر مختلف مثالیں دیں۔ خطبہ میں تقوے اور استبازی اختیار کرنے کے لئے سامعین کو توجہ دلائی جس کا سامعین پر اچھا اثر ہوا۔ اجتماعی دعا پر یہ تقریب ختم ہوئی۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس رشتہ کے طرفین کے لئے برکت کا موجب ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار یوسف علی نائب امیر جماعت احمدیہ ... جماعت ... جنتہ کنٹہ (آندھرا پردیش)

لائبیریا (مغربی افریقہ) میں تبلیغی مساعی

(بقیہ صفحہ ۱ اول)

بتایا کہ میرے مطالبہ پر پریذیڈنٹ نے یہ رخصت دی۔

اس اعلان پر تمام مسلمان حلقوں میں خوشی کا اظہار کیا گیا۔ یہاں بھی خاکسار گیا سب لوگوں نے شکریہ ادا کیا۔

تبلیغ بذریعہ ملاقات و لٹریچر

عرصہ زیر رپورٹ میں مختلف احباب کو ذاتی ملاقات کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا۔ ان میں سے امیگریشن آفیسر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے والد مسلمان ہیں لیکن وہ خود عیسائی ہیں۔ خاکسار نے ان کے دفتر جا کر اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ چونکہ میں مسلم مشنری ہوں اس لئے جب مجھے پتہ چلا کہ آپ کے والد اور دیگر تمام رشتہ دار مسلمان ہیں اور آپ عیسائی ہیں۔ تو مجھے خیال آیا کہ آپ سے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی جائے۔ اور اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ امیگریشن آفیسر نے کہا کہ میں نے چونکہ عیسائی سکول میں تعلیم حاصل کی ہے اس لئے سکول میں مجھے بپتسمہ لینا پڑا۔ اس پر خاکسار نے کہا اب تو آپ اس قابل ہو گئے ہیں کہ خود فیصلہ کر سکیں کہ آپ کو کونسا مذہب اختیار کرنا چاہیئے۔ وہ کہنے لگے کہ اگرچہ میرے والد مسلمان ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ مجھے اسلام سے بالکل کوئی واقفیت نہیں۔ کیونکہ میرے والدین نے مجھے اسلام کے بارے میں کچھ نہیں سکھایا۔ اس موقعہ پر ایک اور دوست بھی کمرہ میں داخل ہو گئے۔ خاکسار نے اسلام اور عیسائیت کے درمیان فرق بیان کیا اور بتایا کہ بائبل کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ گزشتہ تمام مذاہب منسوخ ہو گئے۔ اور زندہ مذہب صرف اسلام ہے۔ اس موضوع پر کافی بحث ہوتی رہی۔ بالآخر خاکسار نے بعض کتب پڑھنے کے لئے دیں۔

اس کے علاوہ خاکسار نے پریذیڈنٹ کے محل میں جا کر وہاں کے سیکیورٹی برانچ کے ایک آفیسر اور چند کلرکوں سے گفتگو کی اور انہیں بتایا کہ موجودہ عیسائیت پولوس کی بنائی ہوئی ہے۔ مسیح علیہ السلام نے کبھی بھی یہ عقائد نہیں سکھائے تھے۔ جو آج عیسائی دنیا میں رائج ہیں۔ مسیح علیہ السلام نے ہمیشہ ایک خدا کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلایا۔ اور اپنے آپ کو ابن آدم کہا۔ اور واضح کیا کہ ان کا پیغام صرف بنی اسرائیل کے لئے ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس دعوے کے حوالجات طلب کرنے پر خاکسار نے حوالجات پیش کئے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ پھر کسی روز کسی عالم سے اس کے جوابات حاصل کریں گے۔ اس کے علاوہ خاکسار نے منرو ویا کی بندرگاہ پر جا کر وہاں کام کرنے والے مزدوروں اور کلرکوں میں اشتہارات تقسیم کئے۔

سکول میں تقریر

یہاں کے ایک مشہور کالج کے طلباء کی ہائی وائی کلب جو کہ وائی ایم سی اے کی ایک شاخ ہے نے خاکسار کو تقریر کے لئے بلایا۔ خاکسار نے بائیبل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں بالصراحت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو سچا عیسائی سمجھتا ہے تو اس کے لئے اسلام کو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ بائیبل میں بے شمار ایسی پیشگوئیاں ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کے بعد ایک ایسے نبی کی بعثت مقدر تھی جو دنیا کو ایک مکمل شریعت دے گا۔

خاکسار کی تقریر کے بعد طلباء نے ½ ۱ گھنٹہ تک مختلف سوالات کئے اور کہا کہ وہ خاکسار کو دوبارہ بلائیں گے اور وہ اس روز اپنے بائیبل ٹیچر کو بھی بلائیں گے تا وہ خاکسار کے سوالات کا جواب دے سکے۔

مختلف تقاریب میں شمولیت

جب بھی یہاں کوئی تقریب ہوتی ہے تو پریذیڈنٹ آف لائبیریا ہمارے مشن کے نمائندے کو بھی شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ ایسی تقاریب میں شمولیت کے ساتھ ملک کی چیدہ چیدہ شخصیت سے ملاقات کا موقعہ ملتا ہے۔ ان میں سے بعض کو مشن آنے کی دعوت دی جاتی ہے اور بعض کو لٹریچر وغیرہ کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں جن تقاریب میں شمولیت کا موقعہ ملا وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ۲۶ر جولائی لائبیریا کا یوم آزادی ہے اس روز ہر سال پریذیڈنٹ ایک پارٹی دیتے ہیں جس میں شہر کے معززین کے علاوہ دیگر ممالک کے سفرا گورنمنٹ وزراء اور بڑی بڑی فرموں کے ڈائریکٹروں کو شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے پارٹی کے اختتام سے قبل پریذیڈنٹ اپنا پیغام سناتے ہیں۔

حسب دستور امسال بھی یہ تقریب وسیع پیمانے پر منعقد ہوئی۔ پارٹی میں شمولیت کے ذریعہ بعض احباب سے ملاقات ہوئی۔ جن میں سے ایک جرنلسٹ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ان سے زبانی گفتگو کے علاوہ خاکسار نے انہیں مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی۔

۲۔ الجیریا کے پریذیڈنٹ مسٹر احمد بن بانشہ ایک روز کے دورہ پر لائبیریا آئے۔ ان کے اعزاز میں دی گئی ایک پارٹی میں بھی خاکسار نے شمولیت کی۔

۳۔ ڈاکٹر ڈنگ سنڈہ وزیر اعظم نیاسے لینڈ انگلینڈ کو جاتے ہوئے چند دنوں کے لئے لائبیریا آئے ان کے اعزاز میں مختلف تقاریب ہوئیں جن میں شامل ہونے کا موقع ملا۔

۴۔ جب پریذیڈنٹ ٹب مین پانچویں دفعہ پریذیڈنٹ کے عہدہ کے لئے منتخب ہوئے تو ان کی پارٹی نے انہیں آفیشل طور پر ان کی کامیابی کی اطلاع دینے کے لئے پارلیمنٹ ہاؤس میں ایک اجلاس کیا جس میں پارٹی کے ایک نمائندہ نے [illegible] اور پریذیڈنٹ اور وائس پریذیڈنٹ [illegible] کے انتخاب میں کامیابی کی اطلاع دیتے ہوئے مبارکباد پیش کی۔ اس موقعہ پر پارلیمنٹ کے ممبران مختلف حکومتوں کے سفراء اور گورنمنٹ آفیسروں کے علاوہ متعدد شہریوں کو بھی بلایا گیا تھا۔ اس تقریب کے معاً بعد پریذیڈنٹ نے اپنے محل میں الیکشن میں کامیابی کی خوشی پر ایک پارٹی دی۔ خاکسار نے دونوں پارٹیوں میں شمولیت اختیار کی۔

بیعت

عرصہ زیر رپورٹ میں چار افراد اسلام قبول کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ہمارے مشن کے لئے بالخصوص دعا کریں کیونکہ یہاں پر حالات بہت ناساز گار ہیں۔ سوسائٹی کا ماحول اس قدر ہے کہ پڑھے لکھے لوگ اگر اسلام قبول کرنا چاہیں تو ان کے لئے اس قدر مشکلات ہیں کہ جن کا مقابلہ کرنے کی ان میں جرأت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارا حقیر مساعی کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین؛

رمضان کا آخری عشرہ

(بقیہ صفحہ ۲)

اسلامی روزہ سے جہاں دیگر بیشمار روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہاں یہ بات تو بالکل ہی واضح ہے کہ روزہ کی وجہ سے ہر روزہ دار ذاتی طور پر بھوک پیاس کا تجربہ کر لیتا ہے اس سے اس کے لئے اپنے غریب بھائیوں کے عسرت و فاقہ کی حالت اور ان کی تکالیف کا اندازہ کرنا آسان ہو جاتا ہے اور ان کی ہر ممکن مدد کرنے کا احساس ترقی کرتا ہے نتیجۃً ہمدردی اور مواسات کا معاشرہ پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اس طور پر پیدا ہونے والے احساس کو اسلام نے اور زیادہ تقویت دی ہے جبکہ ہر مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ رمضان کے سلسلہ میں اپنے کنبہ کے جملہ افراد کی طرف سے بمقدار ایک صاع (ڈھائی سیر وزنی) اناج یا اس کے برابر کی قیمت کی شکل کے حساب سے غرباء کیلئے الگ کرے اس طرح اپنے محلہ شہر اور جماعت کے غرباء کی پروقار امداد کی ایک بابرکت صورت نکل آتی ہے اور جب رمضان گزر جاتا ہے اور تمام مسلمان عید کے روز اجتماعی خوشی مناتے ہیں تو الٰہی امداد کے مل جانے سے غریب سے غریب بھی اس خوشی میں حصہ دار بن سکتا ہے۔

* * * * *

اگرچہ رمضان کا سارا مہینہ ہی دعاؤں اور ذکر الٰہی کے لئے مخصوص کیا گیا ہے لیکن آخری عشرہ میں دعاؤں کا اور ہی رنگ ہوتا ہے ایسے موقعہ پر اس قسم کی دعاؤں کا التزام کیا جانا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو جماعتی نوعیت کا پہلو رکھتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ بارگاہ ایزدی سے اسلام کی خاص طور پر دعا کی جائے کہ خدا تعالیٰ دنیا کو حق دیکھنے اور اس کو پہچاننے کی توفیق دے جماعت کے وہ دوست جو ہماری نمائندگی میں اپنے عزیز و اقربا کو چھوڑ کر دور دراز علاقوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے گئے ہوئے ہیں خدا تعالیٰ ان کے مساعی میں کامیاب و کامران فرمائے اور ہر میدان میں غیر معمولی نصرت و تائید سے نوازتا رہے ان کی خدا تعالیٰ رحمت اور علم و فضل

سے انہیں ترقی دے۔ اسی طرح اپنے مقدس امام ایدہ اللہ کی صحت سلامتی اور کام والی لمبی عمر کیلئے دعا کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ حضور کا وجود جماعتی استحکام اور اس کی ترقی کیلئے بڑا ہی بابرکت ہے حضور کی خلافتی قیادت جماعت کیلئے نہایت ضروری ہے حضور کے روح پرور خطبات و حضور کی تازہ بتازہ ہدایات ہماری رفتار ترقی کو بڑھا دیتے ہیں بہت زیادہ اثر رکھتی ہیں اس لئے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے آقا کو عمر طویل عطا فرمائے اور ہم لوگ حضور کی قیادت میں خدمت دین کے زیادہ سے زیادہ مواقع پاتے چلے جائیں۔

انفرادی طور پر اپنے لئے حسب خواہش کوئی خاص طور پر اس بابرکت دعا کا التزام کیا جائے جو خاص لیلۃ القدر پر اس موقعہ کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سکھائی جب آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھے لیلۃ القدر میسر آ جائے تو میں اس میں کن الفاظ میں دعا کروں تو حضور نے فرمایا یوں کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

(اے اللہ تو بخشنے والا ہے اور عفو پسند کرتا ہے اسلئے میں تیری جناب میں درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے)

* * * * *

مقامی طور پر قادیان میں یہ دستور چلا آتا ہے کہ ہر رمضان میں قرآن کریم کے درس کا ایک دور ہوتا ہے اور ۲۹ر رمضان المبارک کو یہ دور مکمل ہو کر عصر کی نماز کے بعد اجتماعی دعا کی جاتی ہے۔ بیرونجات کے احباب بھی اس مبارک گھڑی میں اپنی اپنی جگہ پر یہی اجتماعی دعا میں شرکت کا پروگرام بنالیا کرتے ہیں اور اس سے استفادہ کر لیتے ہیں حسب سابق امسال بھی ایسی اجتماعی دعا ہوگی انشاء اللہ مگر امسال اس دعا کو ایک بڑی خصوصیت حاصل ہے وہ یہ کہ اس دفعہ رمضان کا آغاز بھی جمعہ کے مبارک روز کو ہوا اور عجیب اتفاق ہے کہ ۲۹ر رمضان کو بھی جمعہ کا مبارک دن ہوگا اور اسی وقت میں یہ اجتماعی دعا ہوگی جس کی نسبت احادیث میں بڑی فضیلت کا تذکرہ آتا ہے۔ جو جمعہ کے روز کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ احباب جماعت اس موقعہ سے زیادہ سے زیادہ

مستفید ہوں اور اپنے لئے خاص طور پر احباب کو اطلاع دیکر غروب آفتاب سے قبل آدھ گھنٹہ قبل ایک جگہ پر جمع ہو کر دعا کا پروگرام بنائیں۔ خدا کرے یہ جمعہ یہ اجتماع ہر طرح کی خیر و برکت کے حصول کا موجب ہو اور رمضان شریف کی گھڑی بابرکت ہو۔

رمضان المبارک کا آخری عشرہ!

رمضان المبارک کے مقدس مہینہ کا آخری عشرہ شروع ہونے والا ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ جو سال میں ایک بار آکر مُردہ روحوں کے لئے زندگی کا پیغام لاتا ہے اس کے آخری دن خاص توجہ کے محتاج ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اُسے زندگی میں پھر ایک بار ان بابرکت ایام سے مستفیض ہونے کا موقعہ مل سکے گا یا کہ نہیں۔

سو ان بابرکت ایام میں جہاں مومنین کو عبادت و ریاضت کرکے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ایک خاص موقعہ ملتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی خاطر ہر قسم کی مالی قربانی کرنے کے لئے بھی ان کے دلوں میں ایک خاص امنگ اور ولولہ پایا جاتا ہے

سو نظارت ہذا جہاں ان ایام میں احباب جماعت کو دوسرے لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتی ہے وہاں صاحب نصاب احباب کو فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے آگاہ کرتی ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے اُن پانچ ارکان میں سے ہے جن میں سے کسی ایک رکن کو چھوڑنے والا انسان مسلمان نہیں رہ سکتا۔ زکوٰۃ کا تارک بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور قابل مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک تارک نماز۔

زکوٰۃ مومنوں کے اموال کو پاک کرنے اور ان میں برکت ڈالنے کا ایک ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ اپنے طور پر خرچ کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ زکوٰۃ کی وصولی کا کام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظارت بیت المال کے سپرد فرمایا ہے۔

سو احباب جماعت کو چاہیئے کہ اپنے ذمہ زکوٰۃ کی واجب الادا رقوم اس مبارک مہینہ میں مرکز قادیان میں بھجوا کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

عید فنڈ

نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے۔ اس لئے احباب اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد کی وصولی ہر مقام سے ساری رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو ان ضروری فریضوں کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام خاکسار
عبدالحمید عاجز ناظر بیت المال قادیان

درخواستہائے دعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے ماتحت

(۱) مکرم مولوی عبدالحمید صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کے تینوں صاحبزادے میاں عبدالرشید ڈاکٹری M.B.B.S کی فائنل کے پیپلے میں، میاں عبداللطیف ایم۔ اے اور عبدالباسط انجینئرنگ کا پہلا حصہ اور میاں انوار الحق صاحب ایم۔ اے کے امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔

(۲) مکرم سید غلام الدین صاحب کے صاحبزادے میاں منیر برہان الدین ایم۔ اے میں پڑھ رہے ہیں

(۳) مکرم عبدالقدیر صاحب اور مکرم سبحان خان صاحب کے صاحبزادے بی۔ ایس سی اور بی۔ اے میں پڑھ رہے ہیں۔

(۴) احمدی لڑکے میاں مبشر احمد میاں سید سابق الدین پری یونیورسٹی (

کا امتحان آئندہ فروری میں دے رہے ہیں

(۵) مکرم محمد عثمان صاحب نور کی صاحبزادی، مکرم عمر صاحب کا صاحبزادہ و مکرم مکرم مل خان صاحب کا لڑکا اس سال میٹرک کا امتحان اسی مہینہ جنوری میں دے رہے ہیں

ان سبھوں کے لئے بزرگان سلسلہ کی خدمت گرامی میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت ان سبھوں کے شامل حال ہو۔ اور اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے اور احمدیت کے درخشندہ گوہر بنائے۔

نیز جماعت کے بزرگان مکرمان الحاج مصلح الدین صاحب، محمد استاد اور سید محمد احمد صاحب کی صحت و تندرستی کے واسطے دعا کی درخواست ہے۔

احقر الفضل الرحمٰن عفا اللہ عنہ قائمقام امیر۔ اڑیسہ

(۶) خاکسار کی بہت سی دشمنیاں اور ... تا کہ تار عرصہ سے علیل ہے۔ احباب ... ۲

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم ہوتا ہے مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا ادا کرنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث ہے اور ادا نہ کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے۔ جو تمام مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ بلکہ معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔

جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو۔ تو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر فرد کے لئے ایک صاع غلہ بحساب مقرر کی ہے۔ جو کہ پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔

سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے۔ چونکہ آجکل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے مختلف غلہ کی مقامی نرخ کے مطابق خزانہ کی شرح مقرر کی جا سکتی ہے۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید سے کم از کم چار یا پانچ روز پہلے ہو جانی چاہیئے۔ تاکہ بیواؤں اور یتیموں کی اس رقم سے طعام اور لباس کے لئے بروقت امداد کی جا سکے۔ یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں یا مقامی مستحق احباب میں تقسیم کرنے کے بعد کچھ رقم بچ رہے تو ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوا دینی چاہئیں۔ یاد رہے کہ صدقۃ الفطر ... مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ قادیان کے اردگرد غلہ کی اوسط قیمت کے مطابق ایک صاع کی قیمت ایک روپیہ جس پیسے بنتی ہے۔

پس یہاں کے لئے فطرانہ کی پوری شرح 2/1 مقرر کی گئی ہے۔

خاکسار عبدالحمید عاجز
ناظر بیت المال قادیان

دعائے نعم البدل

میرے داماد محترم بابو غلام رسول صاحب سب پوسٹ ماسٹر سوپور کشمیر کا بچہ عزیز منیر احمد بعمر ۳ سال چند روز بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس صدمہ کو محترم بابو صاحب اور میری دختر عزیزہ صفیہ نے بہت محسوس کیا ہے۔ تمام دوستوں اور بزرگوں بالخصوص درویشان قادیان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جہاں نعم البدل کے لئے دعا فرماویں وہاں یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کے والدین کو اپنے فضل سے صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

نیز خاکسار کی صحت و سلامتی اور جملہ مشکلات کی دوری کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار غلام محمد لون سب پوسٹ ماسٹر جماعت احمدیہ پاڑی پورہ

۱۔ سے درخواست ہے کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے ملازمت عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار سید بدر الدین احمد معلم وقف جدید رانچی

۲۔ خاکسار کو ان دنوں غیر معمولی مشکلات درپیش ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ، درویشان قادیان اور بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے درد مندانہ دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے فراخی کے سامان پیدا کرے اور ان مشکلات کو دور کرے۔ خاکسار خواجہ محمد اسمٰعیل وانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

۳۔ خاکسار کے والد صاحب بزرگوار کی گریجوئٹی کی رقم دیر سے رکی ہوئی ہے وہ رقم کے مل جانے اور ملازمت جاری رہنے کے بارے میں درویشان قادیان اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد عبداللہ قریشی رتنا پور

دعائے مغفرت۔ محترمہ سیدہ نجم النساء صاحبہ سکنہ الہ آباد پور ... بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ بڑی مخلص خاتون تھیں۔ احباب ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار عبدالغفور درویش قادیان

خبریں

نیویارک ۲ر فروری۔ مسئلہ کشمیر کے متعلق سیکیورٹی کونسل کا اجلاس کل رات جو ۳ سوم اور منگل کی درمیانی رات کو ۱۲ بجے شروع ہونے والا تھا۔ اجلاس پاکستان کی درخواست پر بلایا گیا ہے۔ جس نے الزام لگایا ہے کہ جموں و کشمیر میں انتہائی سنگین صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ بحث میں پاکستان کا کیس وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو پیش کریں گے۔

جبکہ بھارتی وفد کی رہنمائی مرکزی وزیر تعلیم شری چھاگلہ کریں گے۔ شری چھاگلہ نے کونسل کے کچھ ممبروں سے مل کر انہیں بھارت کے سٹینڈ سے آگاہ کر دیا ہے۔ یہ مسئلہ ۱۷ برس سے سکیورٹی کونسل کے ایجنڈا میں شامل آتا ہے۔ اس سلسلہ میں سکیورٹی کونسل نے ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ جنوری ۱۹۴۹ء کو دو ریزولیوشن پاس کئے تھے۔ جن میں کہا گیا تھا کہ ریاست سے فوجیں ہٹا لی جائیں۔ اور رائے شماری کرائی جائے۔ مگر پاکستان نے آج تک ان ریزولیوشنوں کے پہلے حصے پر ہی عمل نہیں کیا یعنی وہ وہاں سے اپنی فوجیں ہٹانے کو تیار نہیں ہوا اسی وجہ سے اس ریزولیوشن پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔

• شیلانگ ۳ر فروری یہاں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آسام و مشرقی پاکستان کی سرحد پر بھاری تعداد میں پاکستانی فوجیں جمع ہو رہی ہیں سرکاری حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ گارو ہلز ضلع کے جنوب مغرب میں واقع بھارتی منڈ رنگیچ کے قریب پاکستانی دیہات کمال پور دسیگھلا دل میں پٹھان فوجیں بڑی تیزی سے جمع ہو رہی ہیں۔ اور فوجی سامان دھڑا دھڑ پہنچایا جا رہا ہے۔ مشرقی پاکستان سے جو ریفیوجی آئے ہیں۔ انہوں نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے کہ مغربی پاکستان سے ۲۵ ٹرک پٹھان فوجیوں کے بھرے ہوئے کمال پور سرحد پر لے جائے گئے ہیں۔

بنگلور ۳ر فروری شری راجگوپالاچاریہ نے کل یہاں سوتنتر پارٹی کی کنونشن میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آئین میں جو ۱۷ ویں ترمیم کی جا رہی ہے۔ اس سے زمینوں کی ملکیت کا تحفظ ختم ہو جائے گا آپ نے ہمارے دیش پر بہت لمبا عرصہ نہ صرف غیر ملکی حکومت رہی ہے۔ بلکہ ملکی خودسر حکومت مسلط رہی ہے۔ اب تک شہریوں کو پورے طور پر تعلیم نہیں دی گئی۔ اور وہ نہیں جانتے کہ ان کے کون سے خطرات موجود ہیں۔ اب سوتنتر پارٹی کو انہیں تمام حالات سے باخبر کرنا چاہیئے۔ تا کہ وہ اس وقت تک بیٹھے انتظار نہ کرتے رہیں۔ جب تک کہ تاریک دن آ جائیں۔ دیش کی کمزوری یہ ہے کہ لوگ بروقت حرکت میں

نہیں آتے۔ اب کانگرس نے ایک نیا نعرہ "جمہوری سوشلزم" کا گھڑا ہے۔ میرے لئے تو اس کا مطلب "جمہوری ظلم" ہے۔ حکومت طاقت ہاتھ میں لے لیتی ہے کچھ عرصہ انتظار کرتی ہے۔ اور تب لوگوں پر شیر کی طرح ٹوٹ پڑتی ہے۔ ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم لوگوں کو اس خطرہ سے خبردار کر دیں۔

واشنگٹن ۳ر فروری۔ آج امریکہ کے ایک ترجمان نے کہا کہ خلائی جہاز رینجر ششم کا تجربہ ناکام رہنے کے باوجود امریکہ تین اور خلائی جہاز چاند پر بھیجے گا۔ ایک خلائی جہاز اگلے ماہ کے آخر میں ہی چاند پر بھیجا جائے گا ترجمان نے کہا کہ رینجر ششم چاند پر پہنچ تو گیا ہے مگر وہ چاند کی سطح کی تصاویر زمین پر نہیں بھیج سکا۔ اب اس واقعہ کی تحقیقات ہو رہی ہے کہ یہ تصاویر کیوں نہیں لے سکا

سرینگر ۳ر فروری۔ جموں و کشمیر کے وزیر اعلیٰ خواجہ شمس الدین نے آج یہاں اخباری نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ موئے مبارک کی چوری کے بعد پیدا شدہ اختلافات ختم کرنے کے لئے شری لال بہادر شاستری کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اب جبکہ تمام شبہات دور ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ۶ر فروری کو موئے مبارک کے دیدار عام کے بعد ایڈمنسٹریشن میں کچھ تبدیلیاں ایڈمنسٹریشن کو بہتر بنانے کے لئے کی جائیں گی۔

لکھنؤ ۳ر فروری۔ آج یوپی اسمبلی کے سوشلسٹ ممبر گورنر شری بسواناتھ داس کی طرف سے بجٹ سیشن کے افتتاحی روز انگریزی میں بھاشن دیئے جانے کے خلاف تشبیم شیم کے آوازوں کی گونج میں واک آؤٹ کر گئے۔ شری داس نے اپنے انگریزی کے بھاشن سے پہلے ہندی میں چند فقرے کہے اور ہندی کی چند سطروں کے ساتھ ہی بھاشن ختم کیا۔ کل شری داس نے اسمبلی کی چند اپوزیشن پارٹیوں کے لیڈروں کے ساتھ بات چیت کی تھی۔ اور ہندی میں بھاشن دینے سے معذوری ظاہر کی تھی۔

نئی دہلی ۳ر فروری۔ سابق ڈیفنس منسٹر شری کرشنا مینن نے کہا کہ پاکستان نے سکیورٹی کونسل کی میٹنگ بلانے کا مطالبہ بھارت کے خلاف محض سازش پھیلانے کے لئے کیا ہے۔ ورنہ اسے کشمیر میں مداخلت کرنے کا حق حاصل نہیں۔ شری کرشنا مینن نے کل رات دہلی پردیش کانگرس کمیٹی کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ میں تقریر کر رہے تھے اس جلسہ میں شریمتی ارونا آصف علی اور میر مشتاق احمد نے بھی تقریریں کیں۔ میر مشتاق احمد نے کہا کہ کشمیر بھارت کا ایک اٹوٹ حصہ ہے۔ پاکستان نے سکیورٹی کونسل کی میٹنگ مسئلہ کشمیر کو زیر بحث لانے کے لئے جو کارروائی کی ہے۔ اس کے خلاف پر امن احتجاج کرنے

کے لئے دہلی میں ہائی کمشنر کے دفتر کے سامنے ایک پرامن مظاہرہ کیا جانا چاہیئے۔ کل کے پبلک جلسہ کی کارروائی شری کرشنا مینن کی تقریر کے ساتھ شروع ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر میں پاکستان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اسے مقبوضہ علاقہ سے اپنی فوجیں واپس بلا لینی چاہئیں۔

نئے سال کا پروگرام

از جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

احباب جماعت: نیا سال نئی امنگوں اور نئے ولولوں کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ آپ کی خدمت میں نئے سال کا پروگرام پیش کر کے اس بات کی توقع کی جاتی ہے کہ اس کو کامیاب بنانے کے لئے احباب کرام اور عہدیداران جماعت پوری پوری کوشش و سعی کریں جس طرح ہر شخص اپنے دنیوی کاموں کے لئے پروگرام بناتا اور اس کو کامیاب کرنے کی جدوجہد کرتا ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ جذبہ کے ساتھ دینی امور کے پروگرام کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنا ہم سب کا فرض ہے سو احباب جماعت اس دینی پروگرام کو بھی اپنے لائحہ عمل میں شامل کر کے اس کو کامیاب بنائیں۔ پروگرام حسب ذیل ہے:۔

۱۔ یوم مصلح موعود .... ۲۰ر فروری ۱۹۶۴ء
۲۔ یوم مسیح موعود .... ۲۳ر مارچ ۱۹۶۴ء
۳۔ یوم پیشوایانِ مذاہب .... ۲۶ر اپریل ۱۹۶۴ء
۴۔ یوم خلافت .... ۲۷ر مئی ۱۹۶۴ء
۵۔ یوم سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم .... ۲۰ر جولائی ۱۹۶۴ء
۶۔ یوم التبلیغ .... ۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۴ء

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیری ایک عرصہ سے درد کے مریض ہیں بعض اوقات مرض شدت اختیار کر لیتا ہے۔ صحت کاملہ کے لئے دعا کی جاتے

۲۔ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر اپنے کاروبار کی ترقی اور اپنے اہل و عیال کی دینی و دنیوی بہتری کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

۳۔ محمد حفیظ اللہ صاحب بنگلور دینی و دنیوی ترقیات کے درخواست دعا کرتے ہیں۔

۴۔ مکرم مرزا محمد حیات صاحب سیالکوٹ کا ایک لڑکا تعلیم کے لئے انگلستان گیا ہے۔ بچے کی کامیابی اور صحت و سلامتی کے لئے درخواست دعا ہے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

۵۔ میرے والد صاحب محترم ایک عرصہ سے بیمار ہیں احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

۶۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب رحمانی ابن مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شادی پر کافی عرصہ گذر چکا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ ان کے صاحب اولاد ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بہت پرانے اور نیک سیرۃ استاد تھے۔

قریشی محمد شفیع عابد درویش قادیان

۷۔ محترم سید کریم بخش صاحب سیکرٹری تبلیغ کلکتہ کے بچے عزیز ظفر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کو کئی دنوں سے ایک طرف کے اعضاء کی کمزوری کی تکلیف ہے ...... اللہ تعالیٰ ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار عبدالحلیم درویش قادیان